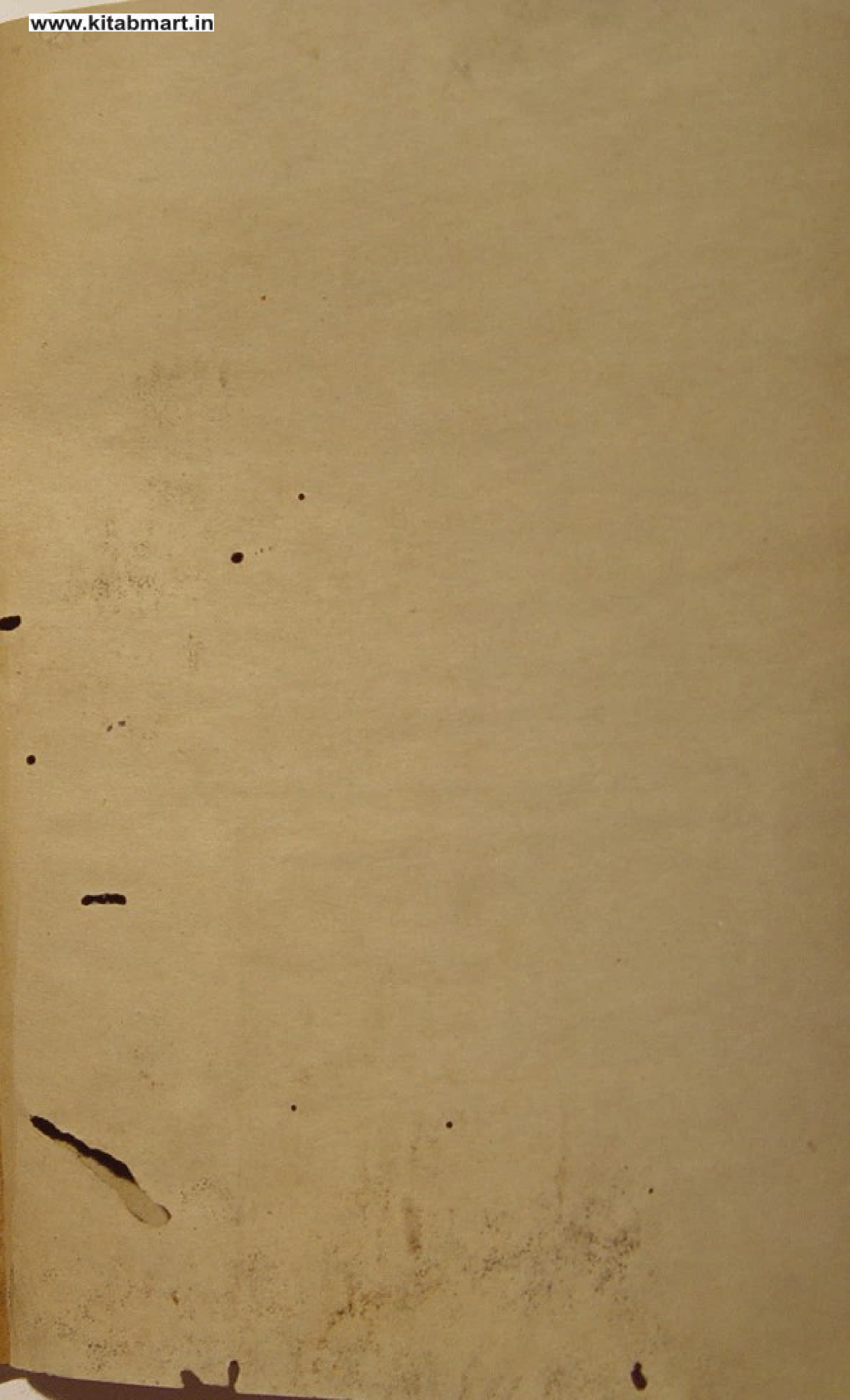
انتصار الشريعة



نصرٌ من اللہ و فتح قریب

انتصار الشریعۃ

نمبر ۲ جلد ۱ بابت ماہ نومبر ۹۳ سنہ عیسوی

جسکو

خاکسار سید اصغر حسین مہتمم رسالہ ہذا نے

مطبع دلفریب مین چھپوا کر

لکھنؤ منصور نگر قریب کاظمین سی شائع کیا

قیمت فی پرچہ ۵ر

حضراتِ ناظرین!

نہایت افسوس سے ہم آپ کو یہ خبر جانگسل سناتے ہین کہ مجمع خیر و حسنات جناب سید محمد عسکری صاحب صدر نشین انجمن گلشن مرتضوی و موٴلف انتصار الشریعہ نے ۸ دسمبر ۱۹۲۱ سنہ عیسوی کو بسبب عوارض مزمنہ کے دہر عنودہ سے کنارہ کشی کر کے جنتہ الخلد کے راہی ہوئے سید صاحب کے حالات زندگی جو صد ہا امور خیر کے اجرا و اشاعت سے مملو نظر آتے ہین ایسے نہین کہ ہم دو چار سطرون مین تمام کر دین بلکہ کسی آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالےٰ اونہین نذر ناظرین کرینگے اسوقت ہم اپنے معزز ناظرین کو اس امر کا اطمینان دلانا چاہتے ہین کہ انتصار الشریعہ انشاء اللہ المستعان بدستور جاری رہے گا اور اوسکی اشاعت خداوند عالم پر توکل کر کے ہم نے اپنے ذمہ لی ہے۔

ہمین افسوس ہے کہ اس نمبر کی اشاعت مین حد سے زیادہ تعویق واقع ہوئی اور ناظرین کو بہت انتظار کرنا پڑا لکن آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ اس جدید انتظام مین کتنی دقتین پیش آئی ہونگی۔

چونکہ اکثر ناظرین کی یہ راے ہے کہ نصیحۃ الشیعہ کی عبارت متن مین لکھی جاے حاشیہ پر نہو لہذا ہم نے اونکے ارشاد کی تعمیل ضروری سمجھکر اس نمبر سے یہی التزام کر لیا ہے لکن چونکہ حدیث نمبر اول انتصار الشریعہ کے پہلے جز مین شروع ہو گئی تھی اسلیے اوسکا بقیہ اوسی عنوان سے لکھنا پڑا جو سابق کا تھا خرابی چھپائی کاغذ وغیرہ کے متعلق جو شکایت تھی یقین ہے کہ اس نمبر کے ملاحظہ سے وہ سب دفع ہو جائیگی اگرچہ چند معزز خریدارون نے تحریر فرمایا تھا کہ درصورت عمدگی خط و کاغذ و صفائی چھپائی قیمت سالانہ مین بھی اضافہ کر دیا جاے لکن ہم بار بار ایک مقرر شدہ قیمت مین اضافہ کرنا پسند نہین کرتے

۱۰ فروری ۱۹۲۲ع

سید اصغر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چشمدید حالات مناظرہ بٹرہ سادات

چونکہ ہمین بھی اس مناظرہ مین شرکت کا اتفاق ہوا ہے اس باعث سے ہم ازروے وقائع نگاری اپنا فرض سمجھتے ہین کہ تفصیلی حالات سے اس مناظرہ کے اپنے معزز ناظرین کو مطلع کرین اگرچہ انتصار الشریعۃ کا یہ نمبر بابت ماہ نومبر ہے اور یہ واقعہ ابتداے ماہ جنوری کا ہوا اسلئے زیادہ موزون یہ تھا کہ ہم ان حالات کو ماہ جنوری کے نمبر مین لکھتے لیکن چونکہ ہم سے اکثر حضرات مستفسر ہوتے ہین اور یہ نمبر بھی ماہ فروری مین شائع ہوتا ہے اسلئے اسی کے صفحات مین ہمین جگہ نکالنا پڑی۔ قبل اسکے کہ ہم جلسہ کی کارروائی لکھین مناسب سمجھتے ہین کہ ناظرین کو ہم انعقاد جلسہ کی بنا سے آگاہ کردین ۔

حقیقت حال یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب سنی المذہب ساکن سنبلہڑہ ضلع مظفرنگر جو قوم پیرزادون سے ہین انھون نے کچھ دنون مدرسہ دیوبند مین تحصیل علم کرکے اپنے قرب جوار کے عوام شیعون مین وہی تحفہ کے مضامین بیان کرنا شروع کیے اور آخر کار نوبت یہ ہوئی کہ ایک جلسہ مقام سنبلہڑہ مین جسمین زیادہ تر عوام اہلسنت جمع تھے کسی پنجابی شیعہ صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب سے بحث ہوئی جسمین مولوی صاحب نے کشف الغمہ سے وہی پرانی حدیث پیش کی جو ابن جوزی سنی مذہب کی کتاب صفوۃ الصفا مین مذکور ہو اور جس طرح کہ اُن مین یہ روایت مذکور ہے اوسے صاحب کشف الغمہ نے نقل فرمایا ہو اور اوس روایت مین آنحضرت صلعم علیہ السلام کی زبانی خلیفہ اول کو صدیق ظاہر کیا ہے چونکہ خود مولوی محمد قاسم صاحب نے

کتاب کشف الغمہ کو دیکھا بھی تھا اسلئے اپنے اون علما کی تحریرون پر جنہون نے غفلت یا دیدہ و دانستہ روایت مذکور کو روایات علماء اہل تشیع سے ظاہر کیا ہی اعتماد کر کے یہ دعوی کر بیٹھے کہ شیعون کی روایت سے خلیفہ اول کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے نیز نہج البلاغہ کا خطبہ للہ بلاد فلان لھذا کہ جس سے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے خلیفہ صاحب کی تعریف ثابت کرنا چاہی ہی حالانکہ وہین معاملہ برعکس ہی پیش کیا اگرچہ اوس جلسہ مین عوام اہلسنت کی کثرت تھی اور بیجا واہ واہ کے ڈونگرے برسائے جاتے تھے لیکن جناب مولوی محمد حسن صاحب نے بلاخوف و ہراس مولوی محمد قاسم صاحب کو معقول جواب دے اور جلسہ برخواست ہوا لیکن مولوی محمد قاسم صاحب نے اسکے بعد یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ مینے شیعونکو قائل کر دیا اور وہ جواب سے بالکل عاجز و درماندہ ہو گئے چونکہ اس غیر واقع امر کی شہرت سے ممکن تھا کہ عوام مین غلط فہمی پیدا ہو اسلئے سید سجاد حسین صاحب رئیس بڈھانہ ضلع مظفرنگر نے از راہ حمیت دینی مولوی محمد قاسم صاحب کو بذریعہ ایک رقعہ کے اصلی حالات جلسہ مناظرہ لکھکر متنبہ کیا کہ آپ ان واقعات کو غلط طور پر کیون مشہور کرتے ہین نیز اس رقعہ مین وہ حدیث صحیح مسلم لکھی جس سے امیر المومنین ؑ کے نزدیک حضرات شیخین کا اون اوصاف سے عدم اتصاف ثابت ہوتا ہے جن سے وہ حضرات انکو متصف سمجھتے تھے یہ حدیث اس امر کے اظہار کے لئے لکھی تھی کہ جسوقت امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک بموجب روایت صحیح مسلم شیخین کا ایسے اوصاف سے متصف ہونا ظاہر ہوتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہی کہ امیر المومنین کے پوتے (امام محمد باقر علیہ السلام) حضرت خلیفہ اول کو صدیق جانتے ہون - اسکے جواب مین مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک دو ورق کا رقعہ لکھا جسمین مناظرہ کے بابت تو ایک حرف بھی تحریر فرمایا ہان حدیث صحیح مسلم کے متعلق بزعم خود کچھ جواب رقم کیا کہ جسکی رد مین سید سجاد حسین صاحب نے ایک مبسوط رسالہ تیار کر کے مولوی محمد قاسم صاحب کی خدمت مین پیش کرنا چاہا لیکن مولوی صاحب نے اوسکے لینے سے انکار کیا بالاخر جب ونکے ہم مذہب حضرات نے اونپر زور ڈالا تو بہزار خرابی ایک عرصہ کے بعد وہ رسالہ لیا اور اسکے جواب کے اصرار

وتاکید سے اوس سالہ کے بظاہر جواب مین آپنے بھی ایک سالہ تحریر فرمایا چونکہ یہ سلسلہ تحریر طول پکڑ گیا تھا اور خیال ہوتا تھا کہ آئندہ بھی ختم نہ ہوگا اور کوئی معقول نتیجہ ظاہر ہوسکے گا اسلیے فریقین (مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب) مین باہم یہ طے پایا کہ علماے فریقین کا ایک جلسہ بمقام بیرہ سادات منعقد کیا جاے جسمین سے پانچ پانچ علما ممبران جانچ منتخب کیے جائین اور اونکے سامنے تحریرات فریقین پیش کر کے یہ استدعا کیجاے کہ وہ منصفانہ طور پر باہم بحث کر کے یہ نتیجہ نکالین کہ آیا مولوی محمد قاسم صاحب نے سید سجاد حسین صاحب کی تحریر کو درحقیقت من جمیع الوجوہ رد کر دیا ہے یا نہین درصورت اولی سجاد حسین کو مع علماء و دیگر حاضرین جلسہ لازم ہوگا کہ تبدیل مذہب کر کے مذہب حضرات اہلسنت قبول کرین اور مولوی محمد قاسم کو زر حرجانہ ادا کرین اور درصورت ثانیہ محمد قاسم صاحب کو یہ سب باتین لازم ہونگی فریقین مین یہ بھی طے ہو گیا تھا کہ کچھ ہندو و عیسائی جو عربی دان ہون افسران جانچ مقرر ہون (لیکن دیگر حضرات اہلسنت کے نہ قبول کرنے سے یہ امر وقوع پذیر نہ ہوسکا) غرضکہ اس جلسہ کی کارروائی کے متعلق بمشورت و پسندیدگی فریقین ایک دستور العمل مرتب ہوا اور ہر دو فریق نے اوسپر اپنے دستخط ثبت کیے اور ۲۹ جمادی الثانیہ سنہ حال تاریخ انعقاد جلسہ مقرر ہوی۔

اب حالات جلسہ سنیے کہ تاریخ جلسہ سے دو تین دن پیشتر علماے اہل تشیع مختلف مقامات سے تشریف لاکر بیرہ سادات مین مقیم ہوے کہ جلسے کے مومنین نے اپنا فخر سمجھ کر ان حضرات کی خاطر و تواضع مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اسیطرح علماے حضرات اہلسنت قبل از تاریخ جلسہ تشریف فرما ہو کر مقام نگر دلی مین فروکش ہوے کہ جو بیرہ سادات سے میل ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے لیکن چونکہ وہان کوئی ایسا مکان مہیا نہین کیا گیا تھا جسمین علماے موصوفین باسائش متمکن ہوسکین اس باعث بحر العلوم جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب (مترجم قانون شیخ) نے علماء اہلسنت کے پاس دوستانہ طور پر کہلا بھیجا کہ ہمین نہایت مسرت ہوگی اگر آپ حضرات وسیع مکانمین تشریف رکھین

جسمین علمائے شیعہ مقیم ہین (اسلیے کہ اوس مکان مین گنجایش بخوبی تھی) یا اوسیکے مثل دوسرا
مکان خالی کرادیا جائے اور اگر یہ منظور نہو تو لکر دلی ہی مین کوئی ایسا مکان خالی کرا دین جسمین
آپ حضرات بفراغ تمام رہ سکین اور جو کچھ ماحضر ہے وہ مثل علمائے شیعہ کے آپکی خدمت
مین بھی حاضر ہوگا " لیکن مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنے علما کو انمین سے ایک امر کو بھی قبول
کرنے دیا اور ہمین یہ سنکر نہایت افسوس ہوا کہ حضرات علما کو بسبب خرابی مکان وغیرہ کے
سخت اذیت ہوئی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جو دستور العمل اس جلسہ کے لئے بنایا گیا تھا
اوسمین ایک یہ بھی دفعہ تھی کہ فریقین کو لازم ہوگا کہ جلسہ سے پیشتر باہم اون کتب کی فہرست
کرالین جو جلسہ مین اپنے اپنے مطالب کی تائید مین پیش کرنا چاہتے ہون تاکہ بروقت مناظرہ
وجانچ توثیق و تضعیف کتب کی بحث نہ درپیش ہو " بنابرین سید سجاد حسین صاحب نے
ایک فہرست کتب حضرات اہلسنت کی کئی ہفتہ پیشتر محمد قاسم صاحب کو دیدی تھی لیکن
انہون نے نہ کوئی جواب دیا نہ کتب اہل تشیع کی کوئی فہرست پیش کی ہان رج جلسہ سے
ایک روز پیشتر علمائے اہلسنت نے سید سجاد حسین صاحب کو طلب کرکے وہ فہرست پیش کی
جو سید صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب کو دی تھی اور دریافت کیا کہ اُس فہرست سے آپکا
کیا مقصود ہے " سید صاحب نے اصل حقیقت بیان کی جسپر حضرات علمانے بعض کتب کی
نسبت پوچھا کہ یہ کس امر کے ثبوت کے لئے پیش ہونگے سید صاحب نے کہا کہ یہ امر تو آپکو
بروقت جلسہ معلوم ہو جائیگا اسوقت مین نہین بتا سکتا پھر حضرات علمانے سید صاحب سے
دریافت کیا کہ آپکے یہان کے کتب صحاح کون کون ہین " جواب دیا کہ ہمارے یہان کتب کی
اصطلاح ہی نہین ہے اور مجھے عمر بھر مین یہ پہلا موقع اس امر کے سننے کا ملا ہے کہ شیعہ
مذہب مین بھی کتب صحاح ہین نیز کہا کہ اگر حسب ضابطہ تو یہ تھا کہ جسطرح ہماری طرف سے
پیشتر سے فہرست کتب داخل کردیگئی تھی تاکہ اطمینان تمام آپ حضرات اونکے حالات سے
واقفیت حاصل کرکے توثیق یا تضعیف فرماسکین اسیطرح ہمارے [illegible] جو کتب عند البحث

پیش کرنا منظور تھے اونکی فہرست قبل سے دیدیجاتی لیکن ہم اسوقت بھی اجازت دیتے ہین کہ انکو
جن کتب کی توثیق کرانا ہو اونکے اسما لکھدیجیے کہ ہم اپنے علما موجودین سے توثیق یا تضعیف
کرادین تاکہ بروقت جانچ ان جزوی مباحث مین تضییع اوقات نہو،، لیکن حضرات اہلسنت
کیطرف سے تا شروع جلسہ کسی ایک کتاب کا نام بھی نہ ظاہر کیا گیا - ۲۶ جمادی الثانیہ (تاریخ
جلسہ) چونکہ روز جمعہ واقع ہوا تھا اس باعث سے حضرات علمائے اہلسنت نے علمائے
اہل تشیع سے کہلا بھیجا کہ آج جلسہ اوسوقت سے شروع ہونا چاہیے جبکہ ہم نماز جمعہ وغیرہ سے
فارغ ہولین جسکو بخوشی منظور کیا گیا بعد زوال وقت موعود پر میر سجاد حسین صاحب مع بعض
دیگر سادات کے حضرات علمائے اہل تسنن کے استقبال کے لئے گئے حضرات علما
مع ایک کثیر اپنے ہم مذہب جماعت کے جائے ورود سے باہر تشریف لا کر مقام
مناظرہ سے تھوڑے فاصلہ پر متوقف ہوئے اور میر سجاد حسین صاحب سے کہا کہ جلسہ
کسی ایسی کشادہ مقام پر ہونا چاہیے جہان ہمارے ساتھ کے سب لوگ شریک
ہو سکین،، جوابدیا کہ اول تو یہ امر دستور العمل کے خلاف ہے اسلیے کہ اوسمین مندرج ہے
کہ علاوہ علما کے صرف پچاس پچاس اشخاص فریقین سے کہ جو صاحب سوا دو منتظم ہونگے
شریک ہو سکینگے دوسرے یہ کہ ایک علمی جلسہ ہے اوسمین ان عوام الناس کو شریک ہونیسے
کیا لطف حاصل ہو سکیگا بلکہ ممکن ہے کہ ان لوگونکی جہالت کے سبب سے کوئی برہمی جلسہ
مین پیدا ہو لہذا مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات اپنے ہمراہیون سے صرف
پچاس اشخاص منتخب کرلین جیسا کہ ہمارے علما نے کیا ہے،، حضرات اہلسنت نے
اس امر کو قبول نکرکے پہلے اپنے قول پر اصرار کیا جسکے جواب مین آخر کو سید صاحب نے کہا کہ اگر
آپکو کچھ اور خیال ہماری طرف سے ہے تو ہم اپنی طرف کے پچاس اشخاص بھی
جلسہ مین شامل نکرینگے بلکہ ہماری طرف کے صرف علما جلسہ مین آوینگے اور آپ حضرات
مع پچاس اشخاص کے تشریف لیچلین لیکن حضرات علما نے اسے بھی منظور نکیا اور کہا کہ اگر ہمارے

ساتھ کے تمام لوگ شریک جلسہ نہ ہونگے تو ہم بھی نہ شریک ہونگے ۔ اسی اثنا مین
منشی نصارت حسین خان سب انسپکٹر بھی بغرض حفاظت و انتظام کے آگئے تھے
اور وہ بھی حضرات علما کو سمجھاتے رہے کہ عوام کا ایسے جلسہ مین شریک کرنا خلاف مصلحت ہے
لکن علماء اپنے ہی قول پر جمے رہے اور بالآخر قریب بغروب آفتاب اپنے محل ورود کو
واپس تشریف لیگئے ۔

اگرچہ اس واقعہ سے عوام اہل تشیع کو بہت خوشی ہوی خاصکر اس جہت سے کہ دستور العمل
کی ایک دفعہ مین بصراحت تمام یہ مندرج تھا کہ جو فریق تاریخ معین پر اپنے علما کو شریک
جلسہ نکر سکے گا وہ مغلوب سمجھا جائے گا لکن ہمین اس جزوی غلبہ سے کچھ انبساط نتھا بلکہ تاسف
ہوتا تھا کہ جس غرض کیلئے اتنی زحمت گوارا کر کے آئے ہین وہ فوت ہوتی ہے حضرات
اہلسنت نے اپنے محل ورود پر پہونچ کر کچھ خود اپنی رائے پر غور و تامل کیا کچھ اپنے ہم
مذہب اشخاص کی افہام و تفہیم سے ایسا اثر ہوا کہ اپنی پیشتر کی رائے واپس لی اور بعد
نماز مغرب سید سجاد حسین صاحب کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ اگر کل جلسہ کیا جائے تو ہم صرف پچاس
اشخاص کے ہمراہ (حسب تقضائے دستور العمل) شریک جلسہ ہونگے لکن آپ ہمین ایک رقعہ متضمن
ہماری طلب کا شرکت جلسہ کیلئے لکھدیجئے اگرچہ ایک شیعہ صاحب اس رقعہ کی تحریر سے مانع ہوے
اور اسے خلاف مصلحت کہا لکن سید صاحب نے حضرات علما کے اصرار سے انکار کا موقع ندیکھا اور نیک
نیتی سے حسب فرمائش حضرات علما رقعہ لکھدیا اور واپس آئے اب ۲۷ جمادی الثانیہ روز شنبہ کو
پھر علی الصباح جلسہ کا سامان کیا گیا علمائے اہل تشیع جس مکان مین فروکش تھے اوس سے پندرہ
بیس قدم کے فاصلہ پر ایک سر راہ مکان تھا جسکے بیرونی حصہ کے دالان مین فرش کیا گیا
تھا اور سامنے دالان کے جو زمین تھی اوس پر نگیرا نصب تھا گرد قنات گھری تھی اہلکاران
پولس اپنے ڈیوٹی (فرض منصبی) مین سرگرم تھے ۸ بجے صبح کو حضرات علمائے اہلسنت
مع پچاس دیگر اشخاص کے تشریف لائے جنکا کچھ فاصلہ سے سید سجاد حسین صاحب نے مع بعض دیگر اہل تشیع

استقبال کیا اور باحترام انکو جلسہ مین لاکر بٹھایا بعدہ علماے اہل تشیع ابن محل رود سے آکر
مقام جلسہ مین تشریف لائے او علماے اہلسنت کے محاذات مین متمکن ہوے اسی اثنا مین حاضرین
جلسہ کے اسما کی فہرست لکھی گئی حضرات اہلسنت بچاس اشخاص تھے اور اہل تشیع مع علما کے تیس کے
قریب تھے پولس کیطرف سے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ جو اشخاص شریک جلسہ ہون بعد کارروائی
شروع ہوجانیکے اونکی آمد و رفت موقوف ہوجاے چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب ساہیوالی
جو کسی گاؤن کے پٹواری مین جو کہ گھبری گھبری جلسہ سے اٹھکر ہر کارروائی اون اشخاص کو
خبر کرنے جاتے تھے جو بیرون جلسہ کسی خاص مقام پر مجتمع تھے اہل پولس نے اونکے ساتھ سخت
برتاؤ کیا۔ تمام حاضرین جلسہ کی ہم فہرست نہین دیسکتے بلکہ صرف علماے فریقین سے جنکے
اسما معلوم ہوسکے لکھتے ہین:۔

علماے اہل تشیع   حضرات علماے اہلسنت

جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب (مترجم جناب مولوی حاجی احمد علی صاحب مدرس
قانون شیخ) جناب حکیم سید علی اظہر صاحب مدرسہ سہارنپور جناب مولوی محمود حسن صاحب
مولف ذوالفقار حیدری و کنز مکتوم وغیرہ جناب مدرس مدرسہ دیوبند جناب مولوی نعمت
مولوی شیخ محمد حسین صاحب پروفیسر مدرسہ علی صاحب مدرس مدرسہ دیوبند جناب مولوی
عالیہ اسلامیہ لکھنو جناب مولوی زین العابدین صاحب محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ دیوبند جناب
جناب مولوی محمد حسن صاحب جناب مولوی مولوی احمد حسن صاحب رئیس امروہا شیخ اود
محمد حسین صاحب جناب مولوی محمد علی صاحب آباد جناب مولوی علام اد صاحب جناب مولوی
جناب مولوی غلام حسنین صاحب رئیس سہارنپور غلام رسول صاحب پنجابی جناب مولوی
جناب مولوی محمد حسن صاحب گوگانوی جناب عبدالمعبود صاحب تلمیذ جناب بوالحسنات مولوی
مولوی اصغر حسین صاحب گوگانوی۔ عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی۔

بعد تقسیم یان آغاز جلسہ اسطرح ہوا کہ اولا جناب مولوی غلام حسنین صاحب مترجم قانون شیخ

نے افتتاح جلسہ کے متعلق ایک تقریر کرنا چاہی ہے لیکن قبل کلام شروع کرنیکے افسر پولیس نے باادب
عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ قبل از آغاز جلسہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرون لہذا آپ لمحہ توقف
فرمائین بعدہ پولیس افسر نے سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم صاحبان سے کہا کہ قبل از آغاز جلسہ آپ
دونون حضرات کہ جو بانی جلسہ شمار کئے جاتے ہین ہمارا اطمینان کرادین کہ اس جلسہ مین عند البحث
کسی قسم کا ہنگامہ و فساد نہ ہوگا سید سجاد حسین صاحب یہ سنکر ایستادہ ہوے اور علماے اہل
تشیع و دیگر شیعہ حضرات سے مخاطب ہوکر نہایت مودبانہ حیثیت سے دست بستہ ہوکر کہا۔

"یہ جلسہ حسن اتفاق سے بہ نیک نیتی بغرض احقاق حق منعقد ہوا ہے اور
حضرات علماے فریقین نے ایک دینی کام سمجھکر اسمین تشریف آوری کی زحمت گوارا
فرمائی ہے لہذا مین اپنے حضرات علماء سے خصوصا اور دیگر شیعہ حاضرین سے
عموما دست بستہ عرض کرتا ہون کہ اگر آپ حضرات اس جلسہ کا انعقاد چاہتے ہین
تو آپکو اس امر پر آمادہ ہوجانا چاہئے کہ علماء یا دیگر حضرات اہلسنت کیطرف سے عند البحث
کوئی کلمہ خلاف شان یا دلشکن بھی کہا جائے تو آپ حضرات اوس سے درگذر فرمائین اور
صرف اپنے اوس مقصد کے سرانجام دہی پر نظر رکھین جسکے لئے صعوبات سفر
اختیار کرکے تشریف لائے ہین اگر آپ حضرات اس امر پر صدق دل سے آمادہ ہون
تو ارشاد فرمادین تاکہ افسر پولیس کو ہماری جماعت سے پورا اطمینان ہوجاے"

بعد ختم تقریر حضرات علماء و دیگر اہل تشیع شرکاء جلسہ نے حسب استدعاء سید سجاد حسین صاحب
الفاظ اطمینان بخش ارشاد فرماے بعد ازان مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنے معمولی لہجہ اور
الفاظ مین علماء و دیگر حضرات اہلسنت سے مخاطب ہوکر تقریر سید سجاد حسین صاحب کا
اعادہ کیا اور حضرات اہلسنت نے بھی مثل اہل تشیع کے الفاظ ارشاد فرماے۔ اس
کارروائی سے افسر پولیس کا بظاہر اطمینان ہوگیا بعد اسکے مولوی منفعت علی صاحب نے ایستادہ
ہوکر ہر دو فریق سے خطاب کرکے ایک تقریر کی جسکا ماحصل یہ تھا کہ ـــ

دو یہ جلسہ بہ نیک نیتی و صفاء قلب محض بغرض احقاق حق برپا ہوا ہے لہذا جو حاضرین جلسہ سے التماس ہے کہ جسقدر تقریر ہو وہ سب مہذب ہو اور حضرات اکابر دین کے اسماء گرامی بتکریم بالخیر آوین اور تحریر فریقین (مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب) کے متعلق لفظی اغلاط پر بحث و تعرض نہ کیا جاوے اصل مطالب پر نظر رہے ۔"

اسکے بعد مولوی غلام حسنین صاحب (مترجم قانون شیخ) نے ایک تقریر فرمائی جسکا منشا اظہار اتفاق و اتحاد باہمی تھا بعد ازین جناب مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک تقریر کی جسمین قریب قریب انہین مضامین کا اعادہ کیا گیا تھا جو اونکے قبل مولوی منفعت علی صاحب نے بیان فرمائے تھے اور اس امر پر زیادہ تر زور دیا کہ کوئی لفظ یا مضمون طرفین سے سخت استعمال کیا جاوے اسکے بعد سید سجاد حسین صاحب نے سر کار جلسہ کو ایستادہ ہو کر وہ دستور العمل سنایا جو جلسہ کی کارروائی کے لئے فریقین نے مرتب کیا تھا اور جو دستخطی مولوی محمد قاسم صاحب تھا تاکہ بپابندی اوسکے شرائط و دفعات کی کارروائی شروع ہو سید سجاد حسین صاحب کے متصل مولوی محمد قاسم صاحب بھی کھڑے تھے اور جو نقل دستور العمل کی دستخطی میر سجاد حسین صاحب اونکے پاس تھی اوسی مقابلہ کے لیے ہاتھ مین لئے تھے بعض دفعات کے متعلق حضرات علمائے اہلسنت نے کچھ استفسار فرمایا اور علمائے اہل تشیع نے اونکے مطالب و مفہومات بیان کردیے اسکے بعد جو گفتگو مابین علماء فریقین واقع ہوئی اوسے بتعین اسماء لکھنا کچھ ضروری نہین سمجھا گیا بلکہ صرف علمائے اہلسنت و علمائے اہل تشیع لکھا جاتا ہے ہان یہ ظاہر کردینا چاہیے کہ جو کچھ مباحثہ ہوا اوسمین علمائے اہل تشیع کیطرف سے زیادہ تر جناب مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب و جناب مولوی سید زین العابدین صاحب نے تقریر کی اور علمائے حضرات اہلسنت کیطرف سے زیادہ تر جناب مولوی احمد علی صاحب و جناب مولوی منفعت علی صاحب و جناب مولوی خلیل احمد صاحب و جناب مولوی احمد حسن صاحب نے ردوبدل فرمایا تھا الغرض بعد دستور العمل پڑھے جانیکے حضرات علمائے اہلسنت کیطرف سے دریافت کیا گیا کہ "اگر اس عہدنامہ مین کوئی دفعہ سید سجاد حسین صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی ناتجربہ کاری یا جہالت سے ایسی مندرج ہوگئی ہو جو

غیر قابل قبول و مہمل ہو تو اوسکے اخراج کے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین ـ"

علمائے اہل تشیع کیطرف سے جواب ہوا کہ یہ عہدنامہ چونکہ مکمل ہو چکا ہے اب اسمین کسی قسم کی بحث کرنا مناسب نہین علاوہ ازین اسکی کوئی دفعہ ایسی نہین ہے جیساکہ آپ ارشاد کرتے ہین بلکہ یہ عہدنامہ ملاحظہ کردہ و مقبولہ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہے کہ جنھین آپ حضرات اس زمانہ مین اکمل و افضل سمجھتے ہین ـ"

بعد اسکے سید سجاد حسین صاحب نے حسب منشاء عہدنامہ ایک محضر تیار کیا جسکی عبارت یہ تھی ـ

"بپابندی دستور العمل اپنے علمائے شیعہ و دیگر شرکاء جلسہ سے تصدیق کراکر یہ کاغذ پیش کیا جاتا ہے ـ سجاد حسین بقلم خود"

اقرار علمائے شیعہ مع دیگر شرکاء جلسہ

اگر سید سجاد حسین کی تحریر بروقت جانچ ایسی ثابت ہو جاوے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کے رد جواب الجواب نے اوسکو بجمیع الوجوہ باطل کر دیا ہے تو ہم لوگ وعدہ کرتے ہین کہ اپنا مذہب تبدیل کر کے سُنی ہو جاوینگے ـ" دستخط علمائے شیعہ ـ دستخط دیگر شرکاء جلسہ ـ

جب سید سجاد حسین صاحب نے اس اقرارنامہ کو مکمل کراکر پیش کرنا چاہا تو حضرات علمائے اہلسنت نے علمائے اہل تشیع سے مخاطب ہو کر نہایت منکسرانہ طور پر کہا کہ "اول تو ہم نے تحریرات باہمی مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب کو اسوقت تک نہین دیکھا ہے ثانیاً انصاف و اتحاد اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ محض مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کے غلط ثابت ہونے سے ہم لوگ بھی تبدیل مذہب پر مجبور کئے جائین اسیطرح ہم آپ حضرات سے بھی یہ نہین چاہتے کہ آپ تحریر سجاد حسین کے غلط و باطل ثابت ہونے پر تبدیل مذہب پر امادہ ہون ـ"

علمائے شیعہ کیطرف سے جواب ہوا کہ "آپ حضرات کو تحریرات کا ملاحظہ کرانا مولوی محمد قاسم صاحب کا فرض تھا اور اُنکو یہی لازم تھا کہ بغیر واقفیت حالات مناظرہ و بغیر ملاحظہ کرنے تحریرات فریقین کے

اس جلسہ مین شریک ہوتے اور چونکہ مولوی محمد قاسم و سید سجاد حسین صاحبان کی تحریرین ایک ایسے مسئلہ
اختلافی کے متعلق ہین جو اصل الاصول اختلاف اہلسنت و شیعہ ہے (یعنی خلافت) پس ضرور
درصورت ثبوت صحت تحریر احد الفریقین اوسکا مذہب اختیار کرنا عین انصاف وحق پرستی ہے
لہذا ہم لوگ مع اپنے دیگر ہم مذہب شرکار جلسہ کے بطیب خاطر وصدق دل آمادہ ہین کہ اگر
ہم پر یہ ثابت کردیا گیا کہ تحریر سید سجاد حسین کو مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر نے من جمیع الوجوہ
درحقیقت باطل کردیا ہے تو ہم اوسیوقت سے اپنے مذہب کو ترک کرکے آپ کے زمرہ مین
شامل ہوجاینگے اور درصورت اسکے برعکس نتیجہ ظاہر ہونیکے آپ حضرات کو بھی ایسا ہی کرنا
چاہیے اور یہی منشاء جلسہ ہذا و معاہدہ مسلمہ فریقین ہے نیز کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ ہم تو سید سجاد
حسین صاحب کی تحریر کے اعتماد پر کہ جنھین آپ بھی جانتے ہین کہ کوئی ذی علم شخص نہین ہین تبدیل مذہب
پر آمادہ ہین لیکن آپ مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر پر اعتماد نہین کرتے کہ جو صاحب لیاقت
کہے جاتے ہین اس جگہ ہمین یہ بیان کردینا ضرور ہے کہ معاہدہ فریقین (سید سجاد حسین و مولوی
محمد قاسم صاحبان) مین ایک یہ بھی دفعہ تھی کہ اگر کسی فریق کے علمانے بوقت مباحثہ بفرض اپنے
ہم مذہب (سید سجاد حسین یا مولوی محمد قاسم صاحب) کی تحریر باطل ثابت ہونیکی تبدیل مذہب کے
وعدہ کرنے سے انکار کیا تو وہ فریق مغلوب سمجھا جائیگا"

پس ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہین کہ بموجب اس دفعہ کے غلبہ کس جانب رہا اور حضرات علماء
اہلسنت کے تبدیل مذہب کے نہ وعدہ کرنے نے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کی کیسی وقعت
ظاہر کردی اگرچہ بعد کو حضرات علما بہت کچھ بیچ و شمال گئے لیکن اون تقریرون کو دیکھکر جو بعد کو
اون حضرات نے محض اپنی بات رکھنے کیلیے فرمائین خود اہل فہم نتیجہ نکال لینگے۔

الغرض حضرات اہلسنت کیطرف سے کہا گیا کہ "اگر بالفرض ہم نے بوجہ پابندی عہد
نامہ تبدیل مذہب فریق غالب کر لیا تو اسی عہدنامہ کی دفعہ ۱ کی تعمیل پھر کیونکر ہو سکیگی کہ جسمین
یہ مندرج ہے کہ بعد اظہار نتیجہ جانچ دیگر مسائل مین بحث ہوگی جبکہ بعد ظہور نتیجہ جانچ ایک فریق

دوسرے کا مذہب اختیار کریگا تو بہر مسئلہ اختلافی کون باقی رہے گا لہذا تبدیل مذہب کی دفعہ کو کہ جو دفعہ ۱۰ ارسے متناقض ہے اس دستور العمل سے خارج کردینا چاہیے۔"

علماے اہل تشیع کیجانب سے جواب ہوا کہ ان دونو دفعات مین کچھ تعارض نہین ہے بلکہ چونکہ یہ پرظاہر ہے کہ جو شخص کسی مذہب کو اختیار کرتا ہے تو دفعۃً اوسکے جمیع اصول سے کماہی واقف نہین ہوتا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اوسکے دلمین اوس مذہب کے اصول کے حقائق ودقائق وخوبیان منقش ہوتی ہین اسلیے یہ دفعہ ۱۰ ارکھی گئی ہی تاکہ جب ایک فریق دوسرے کا مذہب اختیار کرے تو مناسب یہ ہے کہ مذہب جدید کے جمیع اصول و اختلافی مسائل کو بحث وتحقیق کرکے سمجھے تاکہ کامل الایمان ہوجاے اور اسی لئے اوس دفعہ کی پابندی لازم نہین کی گئی ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ علماے فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد اظہار نتیجہ جانچ اگر مناسب سمجھین تو دیگر مسائل اختلافی مین بحث کرین۔"

اسی اثنا مین حضرات اہلسنت سے ایک پنجابی مولویصاحب اپنی جماعت سے اُٹھ کر جو تا بہن جلسہ سے باہر جا کھڑے ہوے اور وہین سے دونو فریق کو مخاطب کرکے ایک خارج از بحث تقریر کرنا شروع کی جسمین سنی وشیعہ حاضرین جلسہ کو بہت کچھ الفاظ نرم وگرم کہے اور کہا "صاحبو نہ مین سنیونکا طرفدار نہ شیعونکا بلکہ مجھے دونون کی حالت پر افسوس ہو رہا ہے ارے بھائیو یہ کیا لغو بحثونمین پڑے ہو جاو اپنے اپنے کام لگو اسلام کی حمایت کرو" مولویصاحب بظاہر بہت جوش مین بھرے ہوے تھے اور بڑا طولانی لکچر دیتے معلوم ہوتے تھے لیکن حضرات علماے اہلسنت نے انہین منع کیا جسکے بعد پھر وہ اپنے علما کی جماعت مین جا کر شامل ہوگئے اور اونکی تائید فرمانے لگے بعد ازین علماے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ "ہم چاہتے ہین کہ بحث اس نہج سے ہو کہ سید سجاد حسین کی تحریر کا ہم خود جواب دین مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کا کچھ اعتبار نکیا جاے۔"

علماے شیعہ کیجانب سے جواب ہوا کہ ہمین یہ بکمال خوشنودی منظور ہی لیکن چونکہ اسوقت کا

جلسہ بغرض جانچ تحریر سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم صاحب منعقد ہوا ہے لہذا اولاً آپ یہ لکھدین کہ تحریر مولوی محمد قاسم صاحب غلط و نامعتبر ہے اوسکے بعد پھر جسطرح آپ فرمائینگے اوس عنوان سے ہم بحث کرنے کو موجود ہین ''

علمائے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ اگر یہ نہین منظور ہے تو مناسب یہ ہی کہ پہلے ہمارے آپ کے جو اصول مذہب ہین اونہین گفتگو و بحث کیجائے زان بعد فریقین کی تحریر کی جانچ ہو''

علمائے شیعہ کی جانب سے جواب ہوا کہ جس معاملہ کی بنا پر یہ جلسہ منعقد ہوا ہے وہ اسامر پر مجبور کرتا ہے کہ پہلے تحریرات فریقین کی جانچ کیجائے لہذا پہلے یہ کام ختم کر دیجئے اوسکے بعد جبتک آپکا دل چاہے معقولی خواہ منقولی جو منظور ہو بحث فرمائے اور جبزمانہ تک یہ بحث ختم نہ ہوگی ہم لوگ یہین مقیم رہین گے ''

علمائے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ ہم نے تحریر مولوی محمد قاسم صاحب کو نہین دیکھا ہے بغیر دیکھے ہم کیونکر اوسے غلط لکھدین ''

علمائے شیعہ نے کہا کہ اول تو آپ حضرات کو اس جلسہ مین بغیر اوس تحریر کے ملاحظہ کرنیکے تشریف نہ لانا چاہئے تھا اسلئے کہ یہ جلسہ تو اوسی تحریر کی جانچ کے لیے منعقد ہوا ہے دوسرے ہم آپکو مہلت دیتے ہین کہ اسوقت یا بہانسے واپس تشریف لیجاکر بجائے خود باطمینان تمام مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کو ملاحظہ فرمائے اوسکے بعد اگر آپ اوسے صحیح سمجھین تو بشرط اوسکے بروقت جانچ غلط ثابت ہونے کے تبدیل مذہب کا وعدہ فرمایئے اور اگر آپ اوس تحریر کو نامعتبر پائین تو اوسے بتصریح ظاہر کردین اوسکے بعد جسطور سے اور جس مسئلہ مین آپ مناسب سمجھین بحث فرمائین ''

علمائے اہلسنت کیطرف سے استفسار ہوا کہ فریقین کی تحریرون کی جانچ کسطرح ہوگی آیا صرف تسلیم و انکار کا اظہار کر دینا ہوگا یا اوسکے دلائل بھی بتائے جائین گے ''

علماے شیعہ کیجانب سے جواب ہوا کہ جانچ اسطور سے ہوگی کہ ہم آپ باہم ملکر تحریرات فریقین کو دیکھین گے اور ہم نے ایک طویل الذیل فہرست اون مضامین کی مرتب کی ہے جو تحریر سید سجاد حسین صاحب مین جواب طلب تھی یا ایسی تھی جنکا جواب دینا بحیثیت مجیب کے مولوی محمد قاسم صاحب کو ضروری تھا اوس فہرست کے موافق آپ حضرات سے دریافت ہوگا کہ انمین کن کن باتونکا جواب مولوی محمد قاسم صاحب نے دیا ہے اور کن کن کا نہین دیا جنکی نسبت آپکی جانب سے یہ کہا جاے گا کہ انکا جواب تحریر مولوی محمد قاسم صاحب مین موجود ہے تو آپکو یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ درحقیقت یہ جواب صحیح و واقعی ہے۔"

علماے اہلسنت سے جناب مولوی محمد علی صاحب نے ارشاد کیا کہ "چونکہ مین تحریرات مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب کو دیکھ چکا ہون اسلیے مین تو تبدیل مذہب کے کاغذ پر دستخط کردینے کو آمادہ ہون لیکن دیگر علماے حاضرین نے ابھی تک نہین دیکھا ہے اسلیے وہ دستخط سے انکار کرتے ہین" اسپر دیگر علماے اہلسنت نے خود مولوی صاحب نے قبل علماے شیعہ کے جواب دینے کے فرمایا کہ "صرف ایک شخص کے دستخط کردینے سے جلسہ کی کارروائی ممکن نہین اسلیے کہ بموجب عہدنامہ کے پانچ پانچ علماے فریقین ممبران جانچ ہونا چاہیین کہ جو تبدیل مذہب کا بھی وعدہ کرین۔"

بعد اسکے از خود حضرات علماے اہلسنت نے ارشاد فرمایا کہ "چونکہ عہدنامہ مین یہ مندرج ہے کہ قبل از شروع جانچ فریقین کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کو اس امر کا اطمینان کرا دے کہ درصورت مغلوبیت ہم مع علما و دیگر حاضرین جلسہ کے مذہب فریق غالب اختیار کرینگے لہذا جب جلسہ جانچ شروع ہوگا تب ہم دستخط تبدیل مذہب کردینگے لیکن اسوقت حسب منشاء عہدنامہ دفعہ ۳ مناظرہ و مباہلہ کے متعلق بحث ہونا چاہیے اور یہ بحث چونکہ خارج از جانچ ہے لہذا بلا دستخط تبدیل مذہب یہ بحث شروع ہونا چاہیے۔"

علماے شیعہ کیطرف سے کہا گیا کہ "یہ جلسہ واسطے جانچ تحریرات سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم صاحبان

منعقد ہوا ہے جیسا کہ اوس عبارت سے بھی بخوبی واضح و روشن ہوتا ہے جو اس جلسہ کے دستور العمل کی پیشانی پر لکھی گئی ہے پس اس جلسہ کی کارروائی جب ہی شروع ہو سکتی ہے جبکہ تکمیل شرائط عہدنامہ ہو جائے یعنے فریقین اپنے علما و دیگر حاضرین جلسہ سے درصورت مغلوبیت تبدیل مذہب کا وعدہ کرا دین اور چونکہ تحریر سجاد حسین صاحب مین مناظرہ سمبلیڑہ کا ذکر بھی موجود ہے لہذا یہ مناظرہ اوس تحریر سے خارج نہین سمجھا جا سکتا بلکہ اوس کا ایک جز ہے "

بہت قیل و قال کے بعد آخر کو حضرات علمائے اہلسنت اپنی اس درخواست سے باز رہے لیکن چونکہ اب بغیر اسکے کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ یا تو تحریر مولوی محمد قاسم صاحب کی غلطی کا اعتراف فرماتے یا اوسکی صحت پر وثوق کر کے تبدیل مذہب کا اقرار کرتے اور یہ دونو باتین منظور نہ تھین اس باعث سے نہایت افسوس کی بات ہے کہ حضرات علمائے اہلسنت نے اس قسم کا سلسلہ تقریر شروع فرما دیا جسکی نسبت ہم اپنی زبان سے کچھ نہ کہینگے بلکہ ناظرین خود ہی دریافت کر لین گے ہان اتنا لکھنا ضروری ہے کہ کئی مواقع اس قسم کے آ گئے تھے کہ علمائے اہل تشیع نے اپنے تئین اور نیز دیگر شرکاء جلسہ کو بہت امن پسند اور متحمل مزاج ثابت کرنیکی کوشش کی اور خدا کا شکر ہے کہ اوسمین کامیاب بھی ہوئے ورنہ کچھ بعید نہ تھا کہ جلسہ مین ایک قسم کی برہمی پیدا ہو جاتی خاصکر حضرت قائم آل محمد عجل اللہ ظہورہ کا جب بے موقع طور پر ذکر کیا گیا تھا — الغرض جب مناظرہ سمبلیڑہ کی درخواست غیر قابل قبول ثابت ہوئی تو حضرات علمائے اہلسنت کیطرف سے یہ ارشاد ہوا کہ "ہم تبدیل مذہب کا وعدہ کرتے ہین لیکن آپ کے تبدیل مذہب پر ہمین کیونکر اطمینان ہو سکتا ہے اسلئے کہ آپ کے مذہب مین تقیہ جائز ہے پس اگر اسوقت آپ نے تبدیل مذہب کا وعدہ کیا تو ہمین کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اقرار تقیۃً نہین ہے بلکہ اگر آپ نے مذہب اہلسنت قبول بھی کر لیا اور تمام عمر اپنے کو سنی ظاہر کرتے رہے تب بھی یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ درحقیقت آپ سنی ہین اسلئے کہ آپ کے اسلاف سے یہ ہوتا آیا ہے کہ اپنے تئین سنی ظاہر کرتے تھے اور باطن مین شیعہ تھے "

علماے شیعہ کیجانب سے ارشاد ہوا کہ "آپنے تقیہ کا جو نام لیا تو یہ بھی آپکو خیال کرنا چاہیے تھا کہ تقیہ ہمارے مذہب مین کن اوقات مین جائز ہے یہ محل تقیہ کا نہین ہے اسلیے کہ ہمین آپ سے اپنی جان و مال کا کچھ خوف نہین ہے آپ ہمارے حاکم نہین ہین نہ ہم ایسی حالت مین ہین کہ آپ حضرات سے ہمین کسی قسم کا خوف ہو اور اگر آپکو ایسا ہی اصرار رہا تو ہم یہ ثابت کرینگے کہ تقیہ آپ کے مذہب مین بھی ہے نہ صرف آیات و احادیث سے بلکہ سیرت سلف اور اون علما کے اقوال سے جو آپ کے اکابر و معتبرین سے ہین"

علماے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ "جبوقت مین بموجب آپ کے کہنے کے تقیہ دونو مذہبو نمین ہے تو ایک فریق کو دوسرے فریق کے تبدیل مذہب پر کسیطرح اطمینان ہو ہی نہین سکتا لہذا ضرور ہے کہ عہدنامہ سے ایسی دفعہ کو خارج کر دیا جاے کہ جسکا وقوع بنا بر آپکے قول کے بھی دشوار ہے" (یعنے تبدیل مذہب)

علما شیعہ نے فرمایا کہ اس دفعہ کا وقوع پذیر ہونا آپ دشوار بیان کرتے ہین ہمارے نزدیک تو کوئی بھی دشوار نہین ہے"

علما اہل سنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ "پھر صورت اطمینان کیا ہو سکتی ہے" علماے شیعہ کیجانب سے کہا گیا کہ "طرفین ایک تحریر اس امر کی لکھدین کہ ہم درصورت مغلوبیت مذہب غالب اختیار کرینگے یا صاحب مسلمہ فریقین پر ہم اور آپ یہ لکھدین کہ ہم اس معاہدہ کے اجزا کا کل پابند رہین گے"

علماے اہلسنت کیجانب سے کہا گیا کہ "آپکی تحریر کا ہمین اعتبار نہین ہے" اسی اثنا مین مولوی محمد خلیل صاحب نے فرمایا کہ "آپ امام غائب کا رقعہ منگا دیجیے تو ہمین اطمینان ہو"

علماے شیعہ کیجانب سے کہا گیا کہ امام عصر ارواحنا لہ الفدا کا ذکر اس بےموقع طور سے اور ایسے الفاظ ناملائم سے کرنا اس سے آپکا مقصود بجز تعریض و برہمی جلسہ کے اور کچھ نہین ہے اور سراسر اون عہود و مواثیق کے مخالف ہے جو طرفین سے قبل از شروع جلسہ ہو چکے ہین"

علمائے اہلسنت کیطرف سے مولوی احمد علیصاحب وغیرہ نے فرمایا کہ "درحقیقت یہ کلام نامناسب تھا لیکن معاف فرمایئے"

اسکے بعد تھوڑے عرصہ تک حضرات علمائے اہلسنت مین آہستہ الفاظ مین کچھ مشورہ ہوا اور بعد اتفاق و تراضی باہمی کے علمائے شیعہ سے فرمایا کہ "ہمارے اطمینان کی یہ صورت ہے کہ آپ ہمکو ایک تحریر اس مضمون کی لکھدین کہ ہم اقرار کرتے ہین کہ درصورت مغلوبیت تبدیل مذہب کرینگے اور یہی طریقہ ہمارے یہان اطمینان دلانے اور اقرار کرنے کا ہے"

علمائے شیعہ کیجانب سے کہا گیا کہ "ہمین یہ تحریر منظور و قبول ہے لیکن اسمین سے لفظ انحصار (یعنی یہی) نکالڈالنا چاہیے کہ جو خارج از مبحث اور غیر ضروری ہے"

علمائے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ "یہ لفظ کسیطرح خارج نہین ہو سکتی"۔

علمائے شیعہ کیجانب سے کہا گیا کہ "ایک غیر ضروری اور خارج از مبحث لفظ کے عدم اخراج پر ایسا اصرار کرنا بہت ہی تعجب خیز امر ہے"۔

علمائے اہلسنت کیطرف سے ارشاد ہوا کہ "ہم ایسے سفیہ نہین ہین کہ خواہ مخواہ ایک غیر ضروری لفظ کے بابت اصرار کرتے ہون بلکہ اس لفظ سے ہمارا ایک مطلب ہے"۔

علمائے شیعہ کیجانب سے کہا گیا کہ "خود آپ کے ارشاد سے ظاہر ہو گیا کہ اس لفظ سے آپکا کوئی خاص مطلب ہے پس ہم ایسے غافل نہین ہین کہ آپ کے اوس مطلب پر نہ پہونچے ہون لہذا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ کے مطلب برآری کے لیے ہم ایسی تحریر لکھدین کہ جو خارج از مبحث بھی ہے"۔

علمائے اہلسنت سے ارشاد ہوا کہ "پھر کیا صورت اطمینانکی ہے"۔

علمائے شیعہ کیطرف سے کہا گیا کہ "سب سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین سے حلفیہ اقرار تبدیل مذہب کا ہو جاوے"۔

علمائے اہلسنت کیجانب سے ارشاد ہوا کہ "حلف کا کچھ اعتبار نہین کیونکہ بہت سے لوگ جھوٹے

حلف اٹھایا کرتے ہین "

علماے شیعہ کیطرف سے کہا گیا کہ عام حلفونکا ذکر نہین آپکو ہمارے حلف کا اعتبار ہی کہ نہین "

علماے سنیہ کیجانب سے ارشاد ہوا کہ ہمین آپ کے بھی حلف کا اعتبار نہین ہی "

حضرات ناظرین! آپ خود اندازہ کر سکتے ہین کہ اس جملہ کا شیعہ حاضرین پر کیسا اثر پڑا ہو گا لکن خوشی کی بات ہی کہ حضرات علما شیعہ نے اس مقام پر بھی تحمل سے کام لیا اور کوی جواب ترکی بترکی نہ دیا بلکہ یہ تک بھی نہین کہا کہ جن لوگونکی صرف ایک تحریر پر بھی چند منٹ پیشتر اظہار اطمینان کیا گیا تھا اب اونکے حلف پر بھی نہ اعتبار کرنے کا کیا سبب ہی " اسلیے کہ تمام حاضرین جلسہ پر یہ بخوبی واضح ہو گیا تھا کہ حضرات علماے اہلسنت کا کیا مقصود ہی اور ایسے ارشادات کہ جو متناقض بھی ہوتے تھے کسلیے فرماے جاتے تھے الغرض چونکہ ظہرین کا وقت بھی آگیا تھا اسلیے جلسہ ختم کر دیا گیا حضرات علماے اہلسنت لے جاتے وقت علماے اہل تشیع سے مصافحہ کرنا چاہا علماے شیعہ نے بکمال خندہ پیشانی و مباسطت مصافحہ و معانقہ کیا۔

افسر پولیس کے استفسار پر مولوی محمد قاسم و سید سجاد حسین صاحبان نے کہا کہ کل پھر جلسہ ۹ بجے صبح سے ہو گا علماے اہلسنت کے تشریف لیجانیکے بعد علماے اہل تشیع بھی اپنے محل ورود پر تشریف لیگیے۔

دوسرے روز یعنے ۲۸ ماہ جمادی الثانیہ کو پھر حضرات علماے اہلسنت بظاہر بغرض شرکت جلسہ تشریف لاے سید سجاد حسین صاحب بغرض استقبال گیے لکن چونکہ آج حضرات اہلسنت کیطرف عوام الناس کی کثرت ۲۶ وین سے بھی المضاعف تھی اسلیے افسر پولیس نے پھر فہمائش کی اور کہا کہ آج چونکہ مجھے بلوہ کا خوف ہے لہذا سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم اپنے اپنے گروہ سے کسی ذی اقتدار رئیس میرے سامنے اس امر کی ضمانت کرائین کہ اگر آج اس بستی مین مابین شیعہ و سنی کوی فساد ہوا تو ہم اوسکے ذمہ دار ہین اور بغیر اسکے مین جلسہ کی اجازت نہین دیسکتا" سید سجاد حسین صاحب نے اسے منظور کیا لکن مولوی محمد قاسم صاحب نے

انکار کیا اور شام تک کسی شخص کو ضمانت کیلیے نہ پیش کیا اس جہت سے دوبارہ جلسہ نہ ہو سکا حالانکہ معاہدہ مرتبہ و مسلمہ فریقین مین ایک یہ بھی دفعہ تھی کہ اگر سرکاری طور سے اس جلسہ کے انعقاد مین ممانعت کیجائے تو فریقین کو چاہیے کہ اونکے ذی ثروت و معزز اشخاص پورے طور سے حکام کا اطمینان کرا دین ہر چند بنا بر اس دفعہ کے سید دلدار حسین صاحب مولوی محمد قاسم سے بہت اصرار کرتے رہے کہ جسطرح مین اپنے معززین ہم مذہب کی ضمانت کرانے پر آمادہ ہون آپکو بھی دسیطرح آمادگی کرنا چاہیے لیکن کوئی معقول جواب مولوی محمد قاسم صاحب نے ندیا بلکہ ۲۹ تاریخ جب مولوی منفعت علیصاحب ہمراہ چند اپنے ہم مذہب طلبہ کے علماے اہل تشیع سے ملاقات کرنے آئے تو اونکی زبانی معلوم ہوا کہ دیگر حضرات علما اپنے اپنے وطن کو تشریف بھی لیگئے اور خود مولویصاحب بھی جاتے ہین۔ علماے اہلسنت کے تشریف لیجانے کے بعد علماے اہل تشیع بھی مقام گگرولی مین جناب سید ابو الحسنین صاحب قبلہ کے یہان ایکروز مہمان رہکر رخصت ہوے

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

ہم نہایت صدق دل سے اون حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے اپنا دینی فرض سمجھکر انتصار الشریعۃ کی مختلف حیثیتون سے اعانت فرمائی ہے مثل عالیجناب ہز ہائینس پرنس صاحب عالم جہانقدر مرزا محمد واحد علی بہادر انڈین امپائر و عالیجناب سپہر شکوہ صاحب عالم مرزا محمد شمس الدین حیدر بہادر جناب مولوی سید شریف حسن خانصاحب شریف العلما جناب مولوی سید شریف حسین خانصاحب جناب مولوی مرزا رضا علیصاحب جناب نواب محمد باقر علیخان بہادر جناب نواب محمد علیخان بہادر جناب نواب قیصر مرزا صاحب جناب نواب محمد شفیع خانصاحب جناب نواب علی محمد خانصاحب پریسیڈنٹ انجمن محمدی جناب سید حامد علیصاحب تعلقدار جناب اعجاز حسین صاحب جناب نواب تقی محسن صاحب جناب مولوی سید باقر مہدیصاحب تعلقدار جناب حکیم سید علی اظہر صاحب مولف ذو الفقار حیدر

جناب مولوی محمد رضا صاحب جناب سید آغا صاحب جناب شیخ محمد حسین صاحب جناب محمد افضل علیصاحب ضوریہ حضرات وہ ہین جنہون نے صرف خریداری ہی منظور نہین کی بلکہ اپنے احباب اطیاب کو بھی اس رسالہ کا خریدار بنایا ہے اور بعض عالی ہمم تو ان مین ایسے ہین جنہون نے یہ عزم فرمالیا ہے کہ جبتک اس رسالہ کے خریدارون سے ایسی اعانت نہ پہنچنے لگے کہ جسکے باعث اسکی دائمی اشاعت کا اطمینان ہوجاے اوسوقت تک وہ تمام مصارف طبع وغیرہ اپنے ذمہ رکھین گے۔

ہم اون ہمعصرونکے شکریہ سے بھی باز نہین رہ سکتے جنہون نے بذریعہ اپنے اخبارات کے انتصار الشریعہ کی اشاعت مین کوشش فرمائی ہے۔

ہدایۃ السنیہ

عرصہ ہوا اس نام کا ایک رسالہ بجواب نصیحۃ الشیعہ جزو اول ہمارے دفتر مین مراد آباد سے "ایک سید" صاحب نے ارسال فرمایا ہے تاکہ اوسے بھی ہمراہ انتصار الشریعہ کے شائع کیا جاے یہ امر بھی عجب حسن اتفاق سے ہے کہ اکثر جس شہر مین کوئی تصنیف شیعونکی رد مین اہلسنت کیطرف سے مولف ومشتہر ہوتی ہے اوسی شہر مین اوسکا جواب بھی لکھا جاتا ہے ہم سابق کے واقعات سے قطع نظر کرکے صرف ہندوستان کے تھوڑے دن پیشتر حالات پر جب نظر ڈالتے ہین تو متعدد اسکی نظرین نظر آتی ہین دیکھیے تحفہ اثناعشریہ جو اہلسنت کے کتب مناظرہ مین اعلیٰ درجہ کی کتاب شمار کیجاتی ہے اور باوصفیکہ اوسکے متعدد اجوبہ ہوچکے ہین لیکن حضرات اہل سنت کو اوس سے کچھ ایسی حسن عقیدت ہے کہ آجتک اپنے کتب ورسائل مین اوسکے مضامین کو لکھتے رہتے ہین جس زمانہ مین اس کتاب کو مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنا نام بدل کر دہلی سے مشتہر فرمایا ہی اوسی زمانہ مین جناب حکیم مرزا محمد صاحب طاب ثراہ نے دہلی ہی مین کل ابواب تحفہ کا جواب تحریر فرمادیا۔

منتہی الکلام جب بڑی دہوم دہام سے لکھنؤ سے شائع ہوئی اوسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اوسے لکھنؤ مین استقصاء الافحام فی رد منتہی الکلام مولف ہوگئے غرضکہ اسی حسن اتفاق کا یہ اثر ہے کہ رسالہ نصیحۃ الشیعہ جو مراد آباد سے شائع ہوتا ہے وہین اوسکا جواب مسمی بہدایۃ السنیہ بھی لکھا جانے لگا ہمارے پاس جو حصہ ہدایۃ السنیہ کا آیا ہے وہ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہین نصیحۃ الشیعہ کے جزو اول کے جواب مین ہے کہ جسے اوسکے محترم مولف نے نصیحۃ الشیعہ کے اشاعت کے پانچ ہی چار دنکے بعد تیار کر دیا تھا ہم اپنے معزز دوست کو اس امر کی مبارکباد دیتے ہین کہ نصیحۃ الشیعہ کے جواب مین تقدم کا سہرا اونہین کے سر رہا۔ اگرچہ انتصار الشریعۃ مین جو جوابات نصیحۃ الشیعہ کے شائع ہوتے ہین اور انشاء اللہ تعالے آیندہ شائع ہوتے رہینگے وہ شافی و وافی ہین لیکن ہدایۃ السنیۃ کی جودت مضامین و سلاست عبارت ہمین اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے رسالہ مین اوسکی اشاعت کے لیے جگہ نکالین اور امید ہے کہ ہمارے ناظرین بھی اوسے پڑھکر بہت محظوظ ہونگے ہم کوشش کرینگے کہ جو جزو اس رسالہ کا ہمارے پاس ہے آیندہ سے اوسے تھوڑا تھوڑا کرکے انتصار الشریعۃ کے ساتھ شائع کرین اور نیز جو بعد اسکے معزز مولف نے تحریر کیا ہے (اور جسے بسبب اسکے کہ ابھی بیشتر ہی کی تحریر نہین شائع ہوی ہے ہمارے دفتر مین نہین ارسال فرمایا ہے) اور جو آیندہ تحریر فرمائینگے حتے الامکان ہم اوسکی اشاعت کے لیے ضرور اپنے رسالہ مین گنجائش نکالینگے۔

مناظرہ سیوان

اس مناظرہ کے جو حالات ہمین موصول ہوے ہین اونسے ظاہر ہوا کہ شیعو کو پوری کامیابی حاصل ہوی اور جن بزرگوار کے نئے یہ مناظرہ منعقد ہوا تھا اونھون نے بطیب خاطر اپنا مذہب قدیم ترک کرکے مذہب امامیہ قبول کیا تفصیلی حالات جو ہمین پہنچے ہین اونہین آیندہ کسی نمبر مین نذر ناظرین کرینگے

انکو علے دین من کتمه اعزه الله ومن اذاعه اذله الله

حکم فرمایا ہے وہ عام و مطلق نہین ہے بلکہ نا اہلون سے مخصوص ہے فکیف کہ
خود آنجناب نے اپنی زبان اقدس سے اس امر کو تصریح ارشاد فرمادیا جیساکہ عبدالاعلی کی
روایت سے ظاہر ہے اور ملا صالح علیہ الرحمہ نے بھی شرح کافی مین اس حدیث کی شرح
مین ایسا ہی کلام فرمایا ہے چنانچہ اونکے ارشاد کا ترجمہ اور خلاصہ یہ ہے کہ مراد امام
علیہ السلام کی یہ ہے کہ جو شخص چھپائے اس دین کو اور محفوظ رکھے نا اہل سے اور اوس شخص سے
جسکا حال معلوم نہو تو عزت دیگا اوسے خدا دنیا و آخرت مین اور جو ظاہر و افشا کرے
اوسے ذلیل کریگا دونو جہان مین بسبب مواخذہ و عذاب کے لیکن جس شخص کا حال و امانت
و حفظ سر معلوم ہو اوس سے کتمان ضرور نہین ہے جیساکہ دلالت کرتی ہے اسپر عبدالاعلی کی
وہ روایت جو مذکور ہوتی ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے نیز دلالت
کرتا ہے اس پر ارشاد امیر المومنین کہ اطمینان ہر شخص پر قبل امتحان کے دلیل عجز ہے مراد اون
جناب کی ممانعت سے ممانعت ہے اطمینان و اعتماد و اظہار راز کرنے سے کسی شخص کے
دوسرے پر قبل آزمائش کے اسلیے کہ اخلاق ذمیمہ از قبیل حسد و کفر و اعتقاد خلاف حق اکثر
لوگونپر غالب ہین عبدالاعلی کی جس روایت کا ذکر ہوا ہے یہ ہے۔

کہا عبدالاعلی نے کہ مین نے سنا امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوے کہ نہین ہی ہمارے امر کی برداشت سے فقط اوسکی تصدیق کرنا اور اوسے قبول کرنا ہمارے امر کی برداشت سے ہی اوسکا پوشیدہ کرنا اور محفوظ رکھنا نا اہل سے

عن عبد الاعلی قال سمعت ابا عبد الله یقول انه لیس من احتمال امرنا التصدیق له والقبول فقط من احتمال امرنا ستره وصیانته من غیر اهله (اصول کافی صفحہ ۴۸۶)

شارح موصوف اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ اس حدیث سے جمع کیا جاتا ہی
روایات مختلفہ مین پس جس حدیث نے کتمان پر دلالت کی وہ حمل کیجائیگی نا اہل سے
کتمان پر اور جس نے اعلان پر دلالت کی حمل کیجائیگی اہل سے اعلان پر غرضکہ خود امام

جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد سے واضح ہوگیا کہ اونحضرت نے جو سلیمان سے کتمان کی فضیلت بیان فرمائی تھی اوس سے یہی مقصود تھا کہ نا اہل سے کتمان کرنا چاہیے ارباب انصاف ملاحظہ فرمائین کہ یہ روایت بھی انھین امام سے مروی ہی جنسے سلیمان والی روایت جسے جناب مخاطب نے نقل کیا ہے اور اوسی کتاب کافی مین بلکہ اوسی باب الکتمان مین جسمین سلیمان والی روایت ہی بلکہ جس ورق کے پہلے صفحہ کے آخر مین وہ مندرج ہی اوسی کے دوسرے صفحہ کے سرے پر یہ مندرج ہی چنانچہ صفحہ ۴۸۵ سطر ۱۹ پر سلیمان والی روایت ہی اور صفحہ ۴۸۶ سطر اول پر وہ ہے جو عبد الاعلی سے مروی ہی لیکن جناب مخاطب نے پہلی روایت کو نقل کرکے اوسکا یہ مطلب اپنے ذہن سے قرار دیدیا کہ کسیوقت اور کسی حالت مین امر حق کو نہ بیان کرنا چاہیے اور دوسری روایت سے جو اوسکی مبین تھی بالکل چشم پوشی فرمالی اور قاعدہ مشہورہ حمل المطلق علی المقید و نیز الحدیث یفسر بعضہ بعضا کا بھی مطلق خیال نہ فرمایا اور عوام الناس مین غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے حدیث کا وہ مفہوم ظاہر فرمایا جو کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا۔

الحاصل جبکہ یہ واضح ہی کہ سلیمانکی روایت مین (جسے مخاطب صاحب نے نقل فرمایا ہی) جو کتمان کا حکم امام علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ عام نہین ہی بلکہ نا اہلونسے مخصوص ہی پس ایسی حدیث پر اعتراض کرنا خود ائمہ کرام پر اعتراض کرنا ہی اسلیے کہ کتب حضرات اہل سنت سے بھی یہ ثابت ہی کہ ائمہ علیہم السلام نا اہلون سے کتمان فرماتے تھے چنانچہ علامہ عبد الوہاب سبکی طبقات شافعیہ ترجمہ امام بخاری مین لکھتے ہین کہ جب امام صاحب کے نزدیک تلفظ بالقران کا مخلوق ہونا صحیح تھا تو اونھون نے اپنے اس مذہب کو ظاہر کیون نکیا یہ تحریر فرماتے ہین۔

اور نہ ہر علم بیان کیا جاتا ہی بس یاد رکھو جو مین تمھین بتاتا ہون اور اوسے دونوں ہاتون سے مضبوط تھامو اور پسند آتے ہین مجھے وہ اشعار جو غزالی نے منہاج العابدین مین	ولیس کل علم یفصح بہ حافظ ما تلقیہ الیک واشدد علیہ یدک و یعجبنی ما انشدہ الغزالی فی منہاج العابدین

اوسکو ذلت دیگا سے کبھی امر حق کو زبان پر نہ لانا ÷ جو حق پوچھے کوئی تو ناحق بتانا ÷ چھپاؤ گے حق کو تو عزت ملیگی ÷ جو ظاہر کرے گا تو ذلت ملیگی

بعض اہلبیت کے نقل کئے ہین (ماحصل اشعار)
ضرور مین اپنے علم کے جواہر کو پوشیدہ رکھتا ہون تاکہ جاہل
حق کو دیکھکر فتنہ مین نہ پڑے بہت سے علم کے جوہر ایسے
ہین کہ اگر انھین ظاہر کرون تو مجھے بت پرست
کہا جاے۔ اور ضرور حلال سمجھین میرا خون صلحا
لوگ کہ جو اپنے قبیح ترین افعال کو حسن سمجھتے ہین
اور پیشتر سے علی نے اس امر کو امام حسین سے
فرما دیا تھا اور امام حسین سے پیشتر امام حسن کو
وصیت کر دی تھی۔

لبعض اهل البیت سے
انی لاکتم من علمی جواهره ÷
کی لا یری الحق ذو جهل فیفتتنا ÷
یا رب جوهر علم لو ابوح به ÷
لقیل لی انت ممن تعبد الوثنا ÷
ولاستحل رجال صالحون دمی ÷
یرون اقبح ما یاتونه حسنا ÷
وقد تقدم فی هذا ابو حسن ÷
الی الحسین ووصی قبله الحسنا ÷

ان اشعار آبدار سے کہ جنھین اکابر علماے اہلسنت نے نقل فرمایا ہی بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ ائمہ علیہم السلام کا یہ دستور العمل رہا ہی کہ نا اہلون سے امر حق کو مخفی فرماتے تھے اور علامہ سبکی نے ائمہ کے اس عمل کو اپنے امام بخاری صاحب کے کتمان اور تقیہ کی عمدگی کے اظہار مین رقم فرمایا ہے پس باوصف اسکے کافی کی اوس حدیث پر جسمین نا اہلونسے کتمان کی فضیلت بیان ہوئی ہو مخاطب صاحب کو چشمک زنی کرنا کسیطرح زیبا نتھا۔

قولہ کبھی امر حق کو الخ قولنا سلیمان والی روایت نقل کرنے کے بعد یہ اشعار لکھنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ انکا اور روایت کا مطلب متحد ہی اور گویا مفہوم روایت کو نظم مین ادا کیا ہی لیکن ہم نہین سمجھ سکتے کہ روایت مذکورہ کے کس فقرہ سے مخاطب صاحب نے یہ مطلب نکالا ہے کہ کبھی امر حق کو زبان پر نہ لانا چاہیے اور اگر کوئی حق پوچھے تو اوسے ناحق بتایا جاے روایت کا کوئی لفظ بھی تابید (ہمیشگی) پر دلالت نہین کرتی اور نہ کسی لفظ سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ عموماً طالب حق کو غیر حق و باطل کی تعلیم کرنی چاہیے مخاطب صاحب نے محض عوام کی دہوکہ دہی کے لیے یہ تحریر فرمایا ہے روایت کا کسیطرح یہ مطلب نہین ہو سکتا

روایت کا صرف یہ مطلب ہی کہ دین کو نا اہلون سے پوشیدہ کرنا باعث عزت اور اوسکا اظہار کرنا باعث ذلت ہے لیکن اس باب مین ہم مخاطب صاحب کی کیا شکایت کرین جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ مولوی حیدر علی صاحب نے بلا دلیل و برہان یہ دعوی فرمادیا کہ بنابر اصول اہل تشیع امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام کے علاوہ دیگر ائمہ معاذ اللہ مدۃ العمر امر حق کو زبان پر نہین لائے چنانچہ مولوی صاحب موصوف اپنی مشہور کتاب یعنی منتہی الکلام مبحث تفسیر علی بن ابراہیم مین امام محمد باقر و امام جعفر صادق سلام اللہ علیہما کی بابت فرماتے ہین۔

"حرفی بر زبان این حضرات خلاف نفس الامر گذشتہ بخلاف ائمہ دیگر کہ معاذ اللہ بر اصول مدعین ولاے اہلبیت طاہرین مدۃ العمر علی کر الشہور و مر الدہور باظہار حق آشنا نگشتہ اند" (دیکھو منتہی الکلام مسلک ثانی صفحہ ۲۰۷)

قول صاحب نصیحۃ الشیعہ

"علماے شیعہ یہ بھی جانتے ہین کہ نجات کے لیے صرف محبت کافی ہی یہی ایمان ہی یہی عمل ہے نماز روزہ کی بھی ضرورت نہین اسلیئے وہ اپنے عوام کو بجز فضائل نوحہ و شیون و طعن صحابہ کے اور کچھ بھی نہین سکھاتے کافی[1] کی کتاب روضہ مین یزید[2] بن معاویہ سے روایت ہی۔

قال ابو جعفر علیہ السلام وھل الدین الا الحب ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ احب المصلین ولا اصلی و احب الصوامین ولا اصوم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت مع من احببت

فرمایا امام باقر علیہ السلام نے نہین ہی دین مگر محبت ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا اور اوسنے کہا یا رسول اللہ مین نمازیونکو دوست رکھتا ہون مگر خود نماز نہین پڑہتا اور روزہ دارونکو دوست رکھتا ہون مگر خود روزہ نہین رکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہین کے ساتھ ہوگا جنکو دوست رکھتا ہی۔

[1] فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳

[2] یہ یزید بن معاویہ قاتل حسین ع نہین بلکہ حضرت عباس علمدار شہید کربلا کا پوتا ہے ۱۲

قولنا ہمارے معزز مخاطب نے اس حدیث کی نقل مین ایسے اعلے درجہ کی صنعت فرمائی ہی کہ غالبًا اونکے ہم مذہب حضرات کے کتب[1] مین اسکی نظیر مشکل سے مل سکیگی مگر ہم دیکھتے ہین کہ وہ اس صنعت مین ایک حد تک مجبور بھی ہین اسلئے کہ اگر حدیث کو بجنسہ نقل فرما دیتے تو ایک عامی کے نزدیک بھی پھر مضمون حدیث پر اعتراض کرنا سراسر قرآن پر اعتراض سمجھا جاتا اسلئے کہ جس امر پر اونھون نے اعتراض کیا ہی اوسیکو امام علیہ السلام نے آیات قرآنیہ سے مستند فرمایا تھا اور کلام خدا سے اپنے ارشاد کے شواہد بیان فرمائے تھے پس اگر مخاطب صاحب درمیان حدیث سے اون آیات کو حذف کئے بغیر مضمون حدیث پر اعتراض کرتے تو وہ شخص بھی جسکی معلومات صرف نصیحۃ الشیعہ تک محدود ہوتے اور اوسنے اصل کافی کو نہ دیکھا ہوتا ضرور یہ کہہ اوٹھتا کہ صاحب یہ تو قرآن پر اعتراض ہی لیکن چونکہ جناب مخاطب کو اس حدیث پر اعتراض فرمانا تھا لہذا یہ ضرور ہوا کہ حدیث سے آیات قرآنیہ کو حذف کر دیا جاے مگر ہمارے سادہ لوح مخاطب کو یہ کیا خبر تھی کہ اونکی صناعی چھپی نہ رہیگی اور اونکے وہ ہم مذہب حضرات جنہون نے شاید اونکے اعتراض کو پسند فرمایا ہو گا وہ بھی جب اصل حقیقت سے واقف ہو جائینگے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ مخاطب صاحب کے حق مین کیا فرمائین گے۔

اب ہم پہلے اصل حدیث نقل کرتے ہین اوسکے بعد کتب معتبرہ حضرات اہل سنت سے یہ ثابت کرینگے کہ مضمون حدیث کیسا حق و صواب ہی کہ جسکے بعد تمام اون اعتراضات کی غیر واقعیت روشن ہو جائیگی جو حدیث پر کیے گئے ہین اور ہر شخص دریافت کرے گا کہ کلام امام علیہ السلام پر جو صاحب معترض ہین وہ اپنے یہان کے کتب مشہورہ سے کسقدر بیگانہ ہین اون بعد برائے مزید تنبیۂ افہام خاص کراوس عبارت کے ہر ہر فقرہ کا بالاختصار جواب دینگے جو نقل حدیث سے پیشتر مخاطب صاحب نے رقم فرمائی ہی اگرچہ بعد ثبوت صحت مضامین حدیث

---

[1] اگرچہ تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ مین جسقدر نقل مین صنائع و بدائع فرمائے گئے ہین وہ اونکے ناظرین پر مخفی نہین ہین لیکن ایک مطبوع کتاب سے اوسکے صفحہ کا حوالہ دیکر روایت نقل کرنا اور اوسمین ایسی دستکاری فرمانا یہ غالبًا مخاطب ہی کا حصہ ہی ۱۲ منہ

اوس عبارت کے تمام مضامین از خود باطل قرار پا جائینگے۔

برید بن معاویہ نے کہا کہ مین امام محمد باقر علیہ السلام کیخدمت مین حضرت کے
اوس خیمہ مین تھا جو منی مین نصب تھا اونحضرت نے زیاد اسود کو دیکھا کہ اوسکے
پیر راہ چلنے قابل نہ رہے تھے حضرت نے اوسپر رحم کھایا اور فرمایا کیا ہے تمہارے پاؤنکو
جو ایسے ہوگئے زیاد نے عرض کی کہ مین نہایت لاغر اونٹ پر آیا اسلئے اکثر اوسمین پیادہ
چلتا تھا پھر حضرت نے اوسپر رحم کھایا اس حالت مین زیاد نے کہا کہ مین گناہ ہونیپر نازل
ہوتا ہون (یعنی قریب ہوتا ہے کہ مرتکب گناہ ہو جاؤن) یہانتک کہ جب گمان کرتا
ہون کہ مین ہلاک ہوا (یعنی مبتلائے تمدد ہو نگا اگر مرتکب ہون گناہ کا) تو یاد
کرتا ہون آپ حضرات کی محبت کو پس امید نجات کرتا ہون (یعنی
ارتکاب ذنوب سے بسبب محبت کے) اور دور ہو جاتے ہین گناہ
مجھسے (یعنی اونکی ارتکاب کی خواہش جاتی رہتی ہے) پس امام علیہ السلام
نے فرمایا کہ اور نہین ہے دین مگر محبت کہا اللہ تعالے نے محبوب کیا
تمہارے لئے ایمانکو اور زینت دیا اوسکو تمہارے دلونمین اور کہا اگر تم دوست
رکھتے ہو اللہ کو پس متابعت کرو میری کہ دوست رکھیگا تمہین اللہ
اور کہا دوست رکھتے ہین (یعنی مومنین) اوسی جو ہجرت کی اونکی طرف
ہجرت کی تحقیق کہ ایک شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آیا

عن برید بن معاویۃ قال کنت عند ابی جعفر
فی فسطاط لہ بمنی فنظر الی زیاد الاسود
منقطع الرجلین فرثالہ فقال لہ ما لرجلیک
ھکذا قال جئت علی بکر لی نضو فکنت
امشی عنہ عامۃ الطریق فرق لہ
وقال عند ذلک زیاد انی الم بالذنوب
حتی اذا ظننت انی قد اھلکت
ذکرت حبکم فرجوت النجاۃ و
تجلی عنی فقال ابو جعفر وھل الدین
الا الحب قال اللہ تعالی حبب الیکم الایمان
وزینہ فی قلوبکم وقال ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ وقال
یحبون من ھاجر الیھم ان
رجلا اتی النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

ہم نے جس باعث سے لا اصلی ولا اصوم کے ترجمہ مین سنتی نماز روزہ کے معنی لیے ہین وہ یہ ہے کہ اس شخص نے اون لوگونکی محبت کا ذکر کیا ہے
جو سنتی نماز و روزہ بجالاتے ہین اور اسی لیے لفظ صوامین کہا کہ جو مبالغہ کے لیے ہے پس ضرور ہوا کہ صوامین سے وہ لوگ مراد لیے جائین
جو سنتی روزہ رکھتے ہین اسلیے کہ جو لوگ صرف واجبی روزہ رکھتے ہین اونپر صوامین کا اطلاق نہین ہوسکتا اور چونکہ صوامین کے ساتھ
مصلین کا ذکر کیا ہے اسلیے مصلین سے بھی یہی لوگ مراد ہین جو کہ سنتی نمازین پڑھتے ہون اور چونکہ مصلین باب تفعیل سے
کہ جس سے مبالغہ کا صیغہ نہین بن سکتا اسلیے مبالغہ کے معنی ظاہر کرنیکو لیے مصلین پر بعض لام عہد کا داخل کر دیا ہے پس سنتی مراد

حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مین اون لوگونکو جو سنتی
نمازین پڑہتے ہین دوست رکہتا ہون اور خود سنتی
نماز نہین پڑہتا اور اون لوگونکو جو سنتی روزے رکہتے ہین دوست
رکہتا ہون اور خود سنتی روزے نہین رکہتا پس رسالتمآب نے اوس سے
فرمایا کہ تو اونکے ساتھ ہوگا جنہین تو نے دوست رکھا اور تیرے
لیے فائدہ مند ہونگے وہ اعمال جنہین تو نے اکتساب کیا اور امام
علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو اور کاہیکا ارادہ کرتے ہو
آگاہ ہو کہ ضرور اگر خوف آسمانی ہوگا (یعنی نفخ صور یا زلزلہ
ساعت) تو پناہ لیجائیگی ہر قوم اپنے جائے امن کی طرف اور
پناہ لیجاوینگے ہم اپنے نبی کیطرف اور تم ہماری طرف

فقال یا رسول اللہ احب
المصلین ولا اصلی واحب
الصوامین ولا اصوم
فقال له رسول الله صلی الله
علیه وآله انت مع من احببت
ولك ما اکتسبت وقال
ما تبغون وما تریدون اما انها
لو کانت فزعة من السماء فزع
کل قوم الی مامنهم وفزعنا الی
نبینا وفزعتم الینا ۔

ناظرین بنظر عبرت ملاحظہ فرمائین کہ ہمارے ذیشعور مخاطب نے اس حدیث کی نقل مین کیسی تحریفین
اور صنعتین فرمائی ہین اول تو لفظ فقال کو قال سے مبدل کر دیا اور غالباً یہ اسلئے کیا ہے کہ نصیحۃ الشیعہ کے
نادان ناظرین یہ باور کرلین کہ اصل حدیث یہین سے شروع ہوی ہے اور اس قول کو ماقبل سے کچھہ تعلق نہین ہے
اور اگر فقال لکھتے تو اوسکے ترجمہ مین بجائے فرمایا پس فرمایا لکھنا پڑتا اور اس سے صاف معلوم ہوجاتا کہ حدیث کی
ابتدا یہین سے نہین ہے بلکہ امام علیہ السلام کا یہ قول کسی پیشتر کے امر سے تعلق رکھتا ہے لیکن ہمین اس امر کی
کچھہ شکایت نہین ہے کہ مخاطب نے روایت کا ابتدائی حصہ کیون حذف کر دیا بلکہ ہم یہ دریافت

حاشیہ ۔ پس سنتی نماز روزے کے بجالانیوالونکی محبت کا ذکر بہت روشن قرینہ اس امر پر ہے کہ اس شخص نے جو اپنے صوم وصلوٰۃ کے
ترک کا ذکر کیا ہے اوس سے مراد سنتی نماز روزے ہین دوسرے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تیرے لیے نافع ہونگے
وہ کہ جسے تو نے اکتساب کیا ہے صاف اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہ شخص اعمال فرائض واجبہ کا عامل ہے پس گویا مراد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہے کہ عذاب سے بچنے کے لیے تو وہ اعمال (یعنی واجبی نماز روزے) ہین جنہین اکتساب کیا ہے اور اوس درجہ
پر فائز ہونے کے لیے کہ جو سنتی نماز روزہ بجالانیوالونکا ہے اون لوگونسے محبت رکھنا (کہ جو حب فی اللہ ہے) بہت اچھا ذریعہ ہے ۱۲ منہ

کرتے ہین کہ فعال کو قال سے محرف کرکے فرمایا " ترجمہ کیون کیا گیا ہے - بعد اسکے ہل الدین الا الحب کے بعد جو تین آیتین امام علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد کے تائید مین فرمائی تہین اون سب کو درمیان سے ساقط کردیا آفرین ہے اس دلیری اور جوانمردی پر بعدہ امام علیہ السلام نے جو حدیث جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمائی تہی اوسکے آخر کا فقرہ (یعنی لک ما اکتسبت) کو ساقط کردیا اور اوسکی وجہ بھی ناظرین کو رسالہ ہذا کے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ پر نظر کرنے سے بخوبی معلوم ہو جائیگی اب واضح ہو کہ مخاطب صاحب نے اس روایت کے دو حصون پر اعتراض کیا ہے ایک تو امام محمد باقر علیہ السلام کے اس ارشاد پر کہ ہل الدین الا الحب اسپر یہ اعتراض ہے کہ دین فقط محبت کا نام کیون قرار دیا ہے دوسرے اوس حدیث رسالتمآب پر جسے امام محمد باقر علیہ السلام نے اس روایت مین اپنے ارشاد کی تائید مین ذکر فرمایا ہے اس حدیث پر یہ اعتراض ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز روزہ کی کچھ ضرورت نہین ہے ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ان دونو باتون کی نسبت علیحدہ علیحدہ کلام کرین — ارشاد امام علیہ السلام (یعنی ہل الدین الا الحب) پر جو کچھ مخاطب صاحب نے ایراد و اعتراض فرمایا ہے اوسکے جواب کی اگرچہ چندان ضرورت ہم اسلیے نہین پاتے ہین کہ بظاہر اپنے اعتراض کے بطلان کو وہ خود تسلیم کیے ہوے ہین کیونکہ اگر آپ اپنے اعتراض کو باطل نہین سمجھے تو کیا وجہ تہی کہ امام علیہ السلام نے اپنے ارشاد کی تائید مین جو آیات بیان فرمائی تہی انہین حذف کردیا پس جناب مخاطب کا ان آیات کو ساقط کردینا شاہد عدل ہے اسپر کہ اونکے نزدیک بھی ضرور یہ آیات مؤید قول امام علیہ السلام ہین لکن چونکہ اونہین محض تخدیع عوام مد نظر ہے اسلیے ایسے کلام صدق وہدایت نظام پر کہ جو مستند بآیات ملک علام ہے بے سر و پا اعتراض کرتے ہین کہ جنکے باطل و غیر واقع ہونے مین خود بدولت کو بھی کچھ شک نہین ہے لکن برائے مزید افہام و تنبیہ ہم اون آیات سے قطع نظر کرکے خاص کر کتب معتبرہ حضرات اہلسنت سے یہ ثابت کیے دیتے ہین کہ ارشاد امام علیہ السلام کیسا بجا و درست ہے مگر پہلے یہ دریافت کرلینا چاہئے کہ مخاطب صاحب نے جو اس ارشاد کا یہ مطلب نکالا ہے کہ دین فقط محبت کا نام ہے یہ محض اونکی

نادانفیت کا نتیجہ ہے اور ایک روشن دلیل ہے اسکی کہ وہ علم عربیت اور اوسکی حقائق سے بالکل ناآشنا
ہین اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ محبت اصل اصول و جزو اعظم دین ہے اور کلمہ الا سے جو حصر کیا گیا ہے
یہ بر سبیل مبالغہ وادعا ہے[1] اور جو لوگ زبان عرب کے ماہر ہین بلکہ جنھوں نے مختصر معانی بھی پڑھی ہے
وہ بھی جانتے ہین کہ قصر کی دو قسمین ہین ایک تحقیقی دوسرا بر سبیل مبالغہ وادعا مثلاً ما فی الدار الا زید
(نہین ہے گھر مین کوئی بجز زید کے) اگر یہ کلمہ ایسے موقع پر استعمال کیا جاے کہ درحقیقت گھر مین بجز زید کے
کوئی اور نہو تو اسے قصر تحقیقی کہین گے اور اسی کلمہ کو ایسے محل پر بھی کہتے ہین جبکہ علاوہ زید کے
اور بھی کوئی مکان مین موجود ہو لیکن مثل زید کے قابل اعتنا و معزز نہ ہو اور یہ قصر بر سبیل مبالغہ و
ادعا کہا جاتا ہے اور بنا برین ما فی الدار الا زید کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ گھر مین علاوہ زید کے
بھی کوئی شخص یا اکثر اشخاص موجود ہین لیکن سب مین افضل اور قابل التفات صرف زید ہے
اور ھل الدین الا الحب مین بھی جو دین کو محبت مین منحصر و مقصور کیا ہے یہ بھی قصر کی دوسری
قسم سے ہے[2] کہ جو بر سبیل مبالغہ وادعا ہوتا ہے بس اس کلمہ کا یہ مطلب نہین ہے کہ درحقیقت دین
فقط محبت کا نام ہے بلکہ اسکا مفہوم حقیقی یہ ہے کہ اگرچہ دیگر امور بھی دین مین داخل ہین لیکن محبت
جزو اعظم و اصل الاصول دین ہے۔

اگر مخاطب صاحب کے اس بیان تحقیقی سے تسکین خاطر نہو تو ہم الزاماً یہ کہین گے کہ
ذرا سورۂ نحل کی اس آیت کی تلاوت فرماے انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر
وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔
اور ملاحظہ کیجئے کہ جن اشیا محرمہ کا اس آیت مین حق تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اونپر انما داخل ہے

[1] اگر کسی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہو کہ کلام امام مین مبالغہ کیسا تو ہم دیگر وجوہ سے قطع نظر کرکے صرف اسیقدر کہدینا کافی
سمجھتے ہین کہ بنا بر تصریحات اکابر علماے اہلسنت خاصکر محبت کے باب مین حضرت رسالت پناہ صلعم نے کلمات مبالغہ آمیز فرمائے ہین چنانچہ
علامہ ابن حجر بخاری شریف کے کتاب الایمان کی اس حدیث کی شرح مین لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ فرماتے ہین فان قیل فیلزم
ان یکون من حصلت لہ ھذہ الخصلۃ یکون مومنا کاملا وان لم یات بقیۃ الارکان اجیب بان ھذا ورد مورد
المبالغۃ (فتح الباری صفحہ ۔۔) [2] ما فی الدار الا زید مین قصر صفت علی الموصوف ہے اور ھل الدین الا الحب مین قصر موصوف علی الصفۃ ہے

کہ جو حصر کے لئے ہے اور بسبب اس حصر کے چونکہ علاوہ اون اشیاء کے کہ جنکا ذکر اس آیت مین ہو محرمات سے خارج ہوے جاتے تھے مثل شراب وغیرہ کے اس جہت سے جو علماے اہلسنت انما کے مفید حصر ہونیکے قائل ہین انھون نے انما کو عمل مین متروکۃ الظاہر ٹھیرایا ہی چنانچہ امام فخرالدین رازی اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین۔

جو اسکے قائل ہین کہ کلمہ انما حصر کے لئے ہے انھون نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ ضرور ظاہر آیت اسکی مقتضی ہے کہ نہ حرام ہو کچھ سواے ان اشیاء کے لکن ہم جانتے ہین کہ فرد ر شریعت مین دیگر اشیاء علاوہ انکے محرمات سے ہین پس ہوگا کلمہ انما متروکۃ الظاہر عمل مین۔

القائلون بان کلمۃ انما للحصر اتفقوا علی ان ظاہر الآیۃ یقتضی ان لا یحرم سوی ھذہ الاشیاء لکنا نعلم ان فی الشرع اشیاء اخر سواہا من المحرمات فیصیر کلمۃ انما متروکۃ الظاہر فی العمل (مفاتیح الغیب چھاپہ مصر مجلد دوم صفحہ ۱۲۹)

پس جبکہ کلمہ انما باوجود مفید حصر ہونے کے عمل مین متروک الظاہر فرض کیا جاتا ہے تو ہوسکتا ہی کہ ھل الدین الا الحب مین بھی ہم حصر کو متروک الظاہر فرض کرین حالانکہ اس فرض کی ہمین کچھ ضرورت نہین ہے اسلئے کہ ہم ثابت کرچکے ہین کہ باوصف حصر لینے کے بھی کلام امام علیہ السلام درست بلکہ درجہ بلاغت پر فائز ہے۔ الغرض اس بیان سے یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ امام علیہ السلام نے جو دین کو محبت سے تعبیر فرمایا ہے اس سے فضیلت محبت بیان کرنا مقصود ہی اور یہ کہ محبت جزء اعظم دین ہے۔

اب ہم یہ ظاہر کرتے ہین کہ دین کو محبت کہنا بشہادت احادیث کتب معتبرہ حضرات اہلسنت بجا و درست ہی اسلئے کہ اکثر احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ صرف محبت ہی محکم ترین عروہ ہاے ایمان ہی اور محبت ہی ایسی اصل اصول دین ہی کہ جبتک یہ نہو اور سوا

؎ لکن ان دونو صورتون مین قصر کا بر سبیل مبالغہ و ادعا استعمال ہونا ثابت و متحقق ہی (دیکھو مطول محقق تفتازانی باب القصر صفحہ ۱۶۰ اور اسکے حواشی)

تک ایمان ہی نہین حاصل ہوتا اور نہ کوئی عمل مقبول ہوتا ہے۔
چنانچہ فتح الباری مین بروایت بزار منقول ہے اوثق عری الایمان الحب فی اللہ
والبغض فی اللہ یعنے فرمایا رسالتماب نے محکم ترین گوشہاے رسن ایمان حب فی اللہ وبغض
فی اللہ ہے " اور مشکوۃ شریف کے باب الحب فی اللہ ومن اللہ کی فصل ثانی مین ابن عباس سے
مروی ہے۔

کہا ابن عباس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے کہ اے ابوذر کون گوشہ گوشہاے ریسمان ایمان سے محکم تر ہے ابوذر نے عرض کیا کہ اللہ اور اوسکا رسول دانا تر ہے آنحضرت نے فرمایا کہ موالاۃ فی اللہ وحب فی اللہ وبغض فی اللہ روایت کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان مین۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر یا اباذر ای عری الایمان اوثق قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

نیز فتح الباری شرح کتاب الایمان صفحہ ۲۶ مین مروی ہے لا یجد العبد صریح الایمان
حتے یحب للہ ویبغض للہ یعنے نہین پاتا بندہ خالص ایمانکو تا اینکہ محبت رکھے خدا کے
لیے اور دشمن رکھے خدا کے لئے اور مشکوۃ شریف کے کتاب الایمان کی فصل اول مین
بروایت صحیحین منقول ہے۔

انس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ نہین مومن ہوتا کوئی تم مین سے تا اینکہ مین محبوب تر ہون اوسکے نزدیک اوسکے باپ اور بیٹے اور تمام لوگون سے۔

عن انس قال قال رسول اللہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین متفق علیہ

اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے جس روایت کے ناقلین مین بیہقی
وابو الشیخ ودیلمی کے ہونے کو تسلیم فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

۱ دیکھو فتح الباری مطبوع دہلی جزو اول شرح کتاب الایمان صفحہ ۲۶۔

فرمایا رسول خدا نے نہین مومن ہوتا کوئی تا اینکہ مین محبوب تر ہون اوسکے نزدیک اوسکی جان سے اور میری عترت میرے محبوب تر اوسکے نزدیک اوسکی جان سے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احد حتی اکون احب الیہ من نفسہ ویکون عترتی احب الیہ من نفسہ

اور کتاب صراط سوی فی مناقب آل النبی تالیف محمود بن محمد الشافعی القادری مین مروی ہے

فرمایا رسالتمآب نے قسم ہے مجھکو اوس خدا کی کہ میری جان جسکے قبضۂ قدرت مین ہے نہین مومن ہوتا کوئی بندہ تا اینکہ دوست رکھے مجھکو اور نہین دوست رکھتا ہے مجھکو تا اینکہ دوست رکھے میری ذریت کو

والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذوی

اور صاحب مفتاح النجا نے کہ جو اعاظم علمائے اہلسنت سے ہین دیلمی سے بروایت امام حسین علیہ السلام یہ حدیث نقل فرمائی ہے

فرمایا رسالتمآب نے اگر کوئی بندہ عبادت خدا کرے اتنی مدت تک کہ اقامت کی تھی نوح نے اپنی قوم مین اور ہو اوس بندے کے لئے مثل کوہ احد کے سونا پس خرچ کرے اوسے راہ خدا مین اور زیادہ کیجاوے اوسکی عمر ہین تا اینکہ حج کرے ہزار سال پیادہ پھر قتل کیاجاے مظلوم ہوکر درمیان صفا و مروہ کے پھر نہ دوست رکھتا ہو تجھے اے علی تو نہ سونگھیگا بوے جنت اور نہ داخل ہوگا اوسمین

قال لو ان عبدا عبد اللہ مثل ما اقام نوح فی قومہ وکان لہ مثل احد ذہبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ ثم قتل مظلوما بین الصفا والمروۃ ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلہا

اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ محبت ایسی جزو اعظم دین ہی کہ بغیر اوسکے ایمان و دین حاصل ہی نہین ہو سکتا پس بنا برین دین کو محبت کہنا بھی صحیح ہی نہین بلکہ بوجوہ بلاغت مین داخل ہوگا اسلئے کہ تسمیۃ الشئی باسم جزئہ (یعنے کسی شی کا وہ نام رکھنا جو اوسکے کسی جزو کا ہو) ایک مشہور مسئلہ علم بیان کا ہی اور کلام عرب مین بہت شائع و ذائع ہی اور اسی قبیل سے قول حق تعالی

[1] دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع احمدی باب یازدہم صفحہ ۶۹۰ -

فک رقبۃ (آزاد کرنا بردہ کا) دیکھو یہان انسانکو رقبہ (یعنی گردن) سے تعبیر کیا ہی اسلیے
کہ وہ جزو اعظم بدن انسانی ہے پس اسیطرح دین کو محبت سے تعبیر کرنا بھی صحیح و درست ہوگا
اسلئے کہ محبت جزو اعظم دین ہی اگرچہ دیگر وجوہ بھی اس قول امام علیہ السلام کی حقیت کے موجود
ہین لیکن اونکو بخیال طول و نیز اس باعث سے ہم ترک کرتے ہین کہ یہ ایک ایسا امر ہے (یعنی
دین کو محبت سے تعبیر کرنا اور یہ کہنا کہ دین محبت کا نام ہے) کہ جو علمائے اہلسنت کے نزدیک
بھی مسلم ہی اور وہ بھی یہی فرماتے ہین کہ دین محبت کا نام ہے چنانچہ قدوۃ المحققین مولوی محمد سالم صاحب
بخاری نے کہ جو اکابر علمائے اہلسنت سے ہین رسالہ اصول ایمان[ع] مین ملا جامی صاحب کی کتاب
سلسلۃ الذہب سے یہ اشعار نقل فرمائے ہین ؎

دوستدار رسول و آل ویم	دشمن خصم بد سگال ویم
این نہ فرض ست محض ایمان ست	رسم معروف اہل عرفان ست

پس جسوقت کہ علمائے حضرات اہلسنت کا بھی یہی قول ہی کہ دین و ایمان محبت کا نام ہے
تو جناب مخاطب کا امام علیہ السلام کے اوس ارشاد پر اعتراض کرنا جسمین دین کو محبت سے تعبیر فرمایا ہی
صرف اپنے علما ہی پر اعتراض نہین ہی بلکہ اون احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی
اعتراض ہے جنکی سبب سے علمائے اہلسنت نے دین کو محبت سے تعبیر فرمایا ہی۔

اب ہم روایت کافی کے دوسرے حصہ کی نسبت کچھ عرض کرتے ہین اسلئے کہ جناب
مخاطب نے اپنی خوش فہمی سے اوسکو بھی مورد اعتراض قرار دیا ہی اور یہ وہ حدیث ہی جسکو امام علیہ السلام نے
اپنے قول کی تائید مین بعد آیات قرآنی کے ارشاد فرمایا تھا اور اوسکا ماحصل یہ ہی کہ ایک
شخص نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آکر عرض کیا کہ مین اون لوگون کو جو
سنتی نماز و روزے بجالاتے ہین دوست رکھتا ہون اور خود سنتی نماز روزے نہین بجالاتا
حضرت نے فرمایا کہ تو اونکے ساتھ ہوگا جنہین تو نے دوست رکھا اور جو کچھ تو نے عمل کیا ہی

[ع] دیکھو رسالہ اصول ایمان مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۲ —

(یعنے واجبات سے) وہ تیرے لئے مفید ہوگا ،، ہم نہین سمجھ سکتے کہ اس حدیث مین
کیا محل اعتراض ہے اسلئے کہ جو شخص اعمال واجبی کو بجالاتا ہو ہان صرف سنتی نماز روزہ کا
پابند نہ ہو لیکن مصلین و صوامین کو دوست رکھتا ہو کہ جو حب فی اللہ مین داخل ہے تو اوس شخص کی
نجات مین اور اوس درجہ پر فائز ہونے مین کہ جو مصلین و صوامین کا ہے (اور جو مفہوم حدیث ہے)
کیا کلام ہو سکتا ہے اسلئے کہ بموجب روایات حضرات اہلسنت وہ شخص تو افضل اعمال
(یعنے حب فی اللہ) کو بجالاتا ہے چنانچہ[1] فتح الباری مین مروی ہے افضل الاعمال
الحب فی اللہ یعنی بہترین اعمال حب فی اللہ ہے پس جبکہ حب فی اللہ افضل اعمال ہے
تو کوئی شبہہ اسمین نہین ہو سکتا کہ شخص مذکور افضل اعمال کا بجالانیوالا ہے اور جبکہ وہ افضل
اعمال کا عامل ہوا تو اوسے ضرور وہ درجہ حاصل ہوگا جو صوامین و مصلین کا ہے بلکہ مشکوۃ
شریف کی اوس روایت سے جسے باب الحب فصل ثالث مین امام احمد سے نقل کیا ہے
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حب فی اللہ حق تعالے کے نزدیک تمام اعمال سے حتے کہ
نماز روزہ سے بھی زیادہ محبوب عمل ہے۔

کہا ابوذر نے کہ آنحضرت نے ہمارے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کونسا عمل از جملہ اعمال اللہ تعالے کو محبوب تر ہے ایک نے کہا کہ نماز و زکوۃ ایک نے کہا کہ جہاد آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق کہ محبوب ترین اعمال اللہ تعالے کے نزدیک حب فی اللہ و بغض فی اللہ ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد نے اور ابوداؤد نے اسکی فصل اخیر کو	عن ابی ذر قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ای الاعمال احب الی اللہ تعالی وقال قائل الصلوۃ والزکوۃ وقال قائل الجہاد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان احب الاعمال الی اللہ تعالی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ رواہ احمد وروی ابوداود الفصل الاخیر

[1] دیکھو فتح الباری شرح کتاب الایمان صفحہ ۲۶ -

پس بنا برایں روایت کے تو اوس شخص کا مرتبہ مصلین و صوامین سے بدرجہا بڑھکر ہونا چاہیے اسلیے کہ وہ تو ایسا عمل بجالاتا ہے کہ جو نماز و روزہ بلکہ جمیع اعمال سے زیادہ خدا کو پیارا ہے اور ساتھ ہی اسکے اعمال واجبی کا بھی تارک نہیں ہے اور جبکہ بنا بر روایات اہلسنت کے ایک شخص کا بسبب محبت کے ایسا مرتبہ قرار پاتا ہو جو مصلین و صوامین سے بدرجہا بڑھکر ہے تو ایسے شخص کا اگر شیعونکی روایت سے مصلین و صوامین کے ساتھ محشور ہونے کا ذکر ہے تو کس منھہ سے اونکی روایت پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اگر کافی کی روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علماے شیعہ یہ جانتے ہین کہ نجات کے لیے صرف محبت کافی ہے یہی ایمان ہے یہی عمل ہے نماز روزہ کی ضرورت نہین،، جیسا کہ مخاطب صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو کتب معتبرہ حضرات اہلسنت سے جو احادیث ہمنے نقل کیے ہین اور جو آیندہ ذکر ہونگی اونسے بدرجہ اولی بلکہ بصد اولویت وہی نتیجہ علماے اہلسنت کے لیے نکلے گا۔

ان سب سے قطع نظر کرکے اب ہم یہ کہتے ہین کہ حدیث کافی کا جو مفہوم ہے (یعنے انسان کا اوسکے ساتھ ہونا جسے دوست رکھتا ہو اگرچہ ویسے اعمال نہ بجالایا ہو جیسے اوسکے محبوب کیے ہین) بعینہ اسی مضمونکے احادیث کتب معتبرہ حضرات اہلسنت مین بکثرت موجود ہین چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب الحب فی اللہ و من اللہ فصل اول مین بروایت صحیحین ابن مسعود سے مروی ہے۔

کہا ابن مسعود نے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص کے باب مین کہ دوست رکھا اوسنے ایک قوم کو اور اونسے ملحق نہین ہوا (یعنی ویسے اعمال نہین کیے جیسے اوس قوم محبوب نے کیے) حضرت نے فرمایا کہ آدمی اونکے ساتھ ہوگا جنھین اوسنے دوست رکھا۔	عن ابن مسعود قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما و لم یلحق بھم فقال المرء مع من احب متفق علیہ

علامہ جار اللہ زمخشری ربیع الابرار کے باب دوازدہم مین ابو ذر سے نقل فرماتے ہین۔

کہا ابو ذر نے یا رسول اللہ ایک شخص دوستی رکھتا ہے ایک جماعت کو اور استطاعت نہین رکھتا کہ اونکا سا عمل کرے آنحضرت نے فرمایا اے ابوذر تو اونکے ساتھ ہوگا جنہین تونے دوست رکھا ابوذر نے پہر اپنے قول کا اعادہ کیا آنحضرتؐ نے بھی جواب کو مکرر ارشاد فرمایا۔

ابو ذر قال یا رسول اللہ الرجل یحب القوم ولا یستطیع ان یعمل کعملهم فقال یا ابا ذر انت مع من احببت فاعادها ابوذر فاعادها رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم

نیز ربیع الابرار کے اسی باب مین انس سے مروی ہے۔

انس سے مروی ہی کہ دیکھا مینے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ شادان ہوے ایک شئی سے کہ نہین دیکھا مینے انکو کہ شادان ہوے ہون اس سے زیادہ کسی شئی سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ایک شخص کو بسبب عمل خیر کے دوست رکھتا ہی اور خود ویسا عمل نہین کرتا کہا انس نے کہ پس فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے کہ آدمی ہمراہ اوسکے ہوگا جسے اپنے دوست رکھا۔

انس رایت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فرحوا بشئ لم ارهم فرحوا بشئ اشد منه قال رجل یا رسول اللہ الرجل یحب الرجل علی العمل من الخیر ولا یعمل بمثله قال فقال علیه السلام المرء مع من احب

ذرا ناظرین ملاحظہ کرین کہ ان روایات حضرات اہلسنت کا مفہوم کافی کے اوس حدیث سے جسپر مخاطب صاحب نے اعتراض کیا ہے کیسا متحد ہے نہایت افسوس کی بات ہی کہ ہمارے محترم مخاطب کو شیعون کی مخالفت کے جوش مین اتنا بھی خیال نرہا کہ ہم اونکے یہانکی جن حدیثون پر لاطائل اعتراض کرتے ہین ویسی ہی حدیثین ہمارے یہان بھی موجود ہین لیکن ہمین ایسا خیال ہے کہ ہمارے معزز مخاطب کو اپنے یہانکے مشہور وکثیر التداول کتب کے ملاحظہ کی نوبت نہین آئی ہے یا اونکی استعداد اون کتب کے مطالب سمجھنے کیلئے کفایت نہین کرتی

بہر حال ہم انہین دوستانہ صلاح دیتے ہین کہ اگر ایرادل ہو تو مناسب ہے کہ پہلے اپنے یہان کے کتب کی سیر فرمالین اور درصورت ثانی کچھ دنون تحصیل علم فرمائین بعد اوسکے میدان مناظرہ مین قدم رکھین ۔

اب ہم مخاطب صاحب کی اوس عبارت کی قلعی کھولتے ہین جو روایت کافی کے نقل کرنے سے پیشتر رقم فرمائی ہے **قولہ** علمائے شیعہ یہ بھی جانتے ہین الخ **قولنا** اگر علمائے شیعہ ایسا جانتے ہین تو کونسا گناہ کرتے ہین اسلیے کہ جب محبت عین ایمان ہے (جیساکہ ہم ثابت کر آئے ہین) تو محبت کا نجات کیلئے کافی ہونے کا قائل ہونا مثل اسکے ہے کہ ایمانکے نجات کیلئے کافی ہونے کے قائل ہون پس کیا مخاطب صاحب یہ کہہ سکتے ہین کہ مجرد ایمان نجات کیلیے کافی نہین ہے اور اگرچہ یہ مسلم نہین ہے کہ جس شخص کو حب فی اللہ ہو وہ مطلق عمل نہ بجالائے لکن اگر یہ فرض بھی کیا جائے کہ محبت بے مطلق عمل کے بھی پائی جاسکتی ہے تب بھی جسطرح حسب تصریحات[ل] علمائے اہلسنت مجرد ایمان حتی کہ بغیر صوم وصلوۃ کے نجات کیلئے کافی ہے پس اسیطرح صرف محبت بھی بغیر اعمال کے نجات کیلئے کافی ہوگی اسلیے کہ محبت عین ایمان ہے ۔

اور بالآخر ہم یہ کہتے ہین کہ علمائے اہلسنت بھی محبت کو سبب نجات بلکہ محبت ہی کو قوی تر ذریعہ نجات کا سمجھتے ہین چنانچہ مرزا محمد حارثی کہ علمائے مشہورین اہلسنت سے ہین کتاب مفتاح النجا کے دیباچہ مین فرماتے ہین ۔

اما بعد فلا یخفے انہ لیس للنجاۃ العقبے ذریعۃ اقوی من محبۃ آل المصطفے علیہ من الصلوات ماھو الازکے	بعد حمد ونعت کے مخفی نرہے کہ نہین ہے نجات آخرت کیلئے کوئی ذریعہ قوی تر محبت آل مصطفے سے و آنحضرت پر پاکیزہ ترین درود نازل ہو ۔

اور سید علی ہمدانی کہ یہ بھی مشہورین علمائے اہلسنت سے ہین مودۃ القربے کے دیباچہ مین فرماتے ہین

[ل] دیکھو صحیح بخاری مجلد ثانی کتاب الجہاد صفحہ ۱۹۱ حدیث من آمن باللہ الخ اور اوسکا حاشیہ منقول از شرح کرمانی ۱۲ منہ

و بعد پس تحقیق کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ (اے حبیب) نہین طلب کرتا مین تم سے تبلیغ رسالت پر کوی اجر بجز محبت قربا کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے دوست رکہو خدا کو بسبب اون نعمتون کے جو تمہین عطا کی ہین اور دوست رکہو مجہکو بسبب دوستی خدا کے اور دوست رکہو میرے اہلبیت کو بسبب میری محبت کے پس جبکہ ہوئی محبت آل نبی ایسی سوال کی گئی ہو باین حیثیت کہ حکم کیا خدا نے اپنے حبیب عربی کو کہ نہ طلب کرین اپنی قوم سے سوے مودت اقربا کے اور ضرور سبب نجات ہو دوستداروں کیلئے اور موجب ہے اونکے پہنچنے کا طرف آنحضرت اور اونکی آل علیہم السلام کے جیسا کہ فرمایا ہو آنحضرت علیہ السلام نے کہ جو شخص دوست رکہیگا کسی جماعت کو محشور کیا جائیگا اونکے زمرہ مین نیز فرمایا کہ آدمی ہمراہ اوسکے ہوگا جس سے دوستی رکہا پس واجب ہوئی اوس شخص پر جو خواستگار ہے طریق وصول ثمرہ قبول کی محبت رسول اہلبیت بتول

وبعد فقد قال اللہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذکم من نعمہ و احبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی فلما کان مودة آل النبی مسئولا عنہا حیث امر اللہ تعالی لحبیبہ العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المودة فی القربی وان ذلک سبب النجاة للمومنین وموجب وصولہم الیہ والی آلہ علیہم السلام کما قال علیہ السلام من احب قوما حشر فی زمرتہم وایضا قال علیہ السلام المرء مع من احب فوجب علی من طلب طریق الوصول و منہج القبول محبة الرسول و مودة اہل بیت البتول

پس جسوقت کہ علمائے حضرات اہلسنت بھی اس امر کے معترف ہین (اگرچہ زبان ہی سے ہو) کہ محبت سبب نجات ہے بلکہ یہی قوی تر ذریعہ نجات ہے تو اگر علمائے شیعہ بھی محبت کو نجات کیلئے کافی سمجھتے ہین تو کیون مورد اعتراض قرار دیے جاتے ہین جناب مخاطب صاحب! از براے خدا کچھ تو شرم فرمائیے کہ شیعون کی رد کے زعم مین اپنے منھ سے آپ اپنے علماء و احادیث پر اعتراض فرماتے ہین اور کچھ خیال نہین کرتے کہ آپ کے اہل مذہب آپ کے حق مین کیا کہینگے کیا ایسی ہی باتون کی قدر کے آپ دو نسے خواستگار ہین قولہ یہی ہمان ہے

یہی عمل ہے قولنا علماء شیعہ کے نزدیک محبت کا تمامی ایمان و اعمال ہونا محض مخاطب کا ایک ایسا غیر واقع ادعا ہے جسکے ثبوت مین وہ ایک شیعہ عالم کا بھی قول نہین پیش کر سکتے ہان علماء شیعہ محبت کو جزو اعظم دین بلکہ عین دین و افضل اعمال جانتے ہین اور اس عقیدہ کی صحیح و حق ہونیکی شہادت کتب اہلسنت دے رہے ہین کما مر قولہ نماز روزہ الخ قولنا اگر ضرورت سے یہ مراد ہے کہ نجات کیلیے نماز و روزہ کو شرط نہین جانتے اور محض ایمان و محبت کو نجات کیلیے کافی سمجھتے ہین تو یہ مسلم ہے لیکن اسپر کسی قسم کا اعتراض کرنا اون علمائے اہلسنت پر اعتراض کرنا ہے جو شیعو نکے اس قول مین شریک ہین اور اگر عدم ضرورت سے یہ مراد ہے کہ علمائے شیعہ کے نزدیک نماز و روزہ کا بجالانا کچھ ضرور نہین ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور ایک ایسا قول ہے کہ غالباً سوائے مخاطب صاحب کے آجتک کسی نے شیعو کی طرف منسوب کیا ہو گا۔

حضرت من! علمائے شیعہ تو سلفاً عن خلف نماز و روزہ و دیگر اعمال واجبہ و مسنونہ کے خود عامل رہے اور دوسرو نکو اونکے بجالانے کی شدید تاکیدین کرتے آئے ہین اور اونکے تارک کو ہر طرح تہدید و تنبیہ فرماتے رہے ہین دیکھیے اسی کتاب کافی مین کتنے ابواب انہین امور کے بیان مین منعقد کئے گئے ہین۔

قولہ اسی لئے الخ قولنا افسوس ہے کہ ہمارے مخاطب نے غیر واقع امور بیان کرنے کا بیڑا اوٹھا لیا ہے ہین تو بار بار اونکے ارشادات کو کذب صریح و دروغ کہتے بھی حیا آتی ہے لیکن بڑا تعجب ہے کہ انہین ایسی باتین تحریر کرتے پس و پیش نہین ہوتا بھلا کیا وہ اپنے اس دعوی کی تصدیق مین کہ علماء شیعہ اپنے عوام کو بجز فضائل نوحہ و طعن کچھ نہین سکھاتے،، کوئی ایک ثبوت بھی پیش کر سکتے ہین۔

چونکہ مطلق تعلیم فضائل نوحہ و طعن سے انہین خود اعتراف ہے اسلیے عرض پرداز خدمت مخاطب ہین کہ اگر علمائے شیعہ نے عوام کو فضائل نوحہ و شیون و طعن نہین بلکہ

مطاعن کثیرہ واقعیہ تعلیم کرتے ہین تو آپکو کیون گران خاطر گذرتا ہے اسلئے کہ یہ سب باتین تو آپکے کتب معتبرہ مین بھی موجود ہین پس آپکو تو اور خوش ہونا چاہیے اسلئے کہ علماے شیعہ گویا آپ کے مذہب کی باتونکی تعلیم کرتے ہین اور اگر آپ کو ہمارے بیانین کچھ شک ہو تو لیجیے ہم آپ کے کتب کا بھی حوالہ دیے دیتے ہین اما فضائل نوحہ پس دیکھیے کہ آپکے امام احمد بن حنبل صاحب نے کہ جو ائمہ اربعہ سے ہین کیسی عظیم فضیلت اہلبیت پر گریہ کرنیکی اپنی کتاب مناقب[۱] مین امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائی ہے۔

فرمایا امام حسین ع نے کہ جس کسیکی آنکھ ہماری مصیبت مین ایک آنسو روی یا اوسنے ایک قطرہ گرایا عطا کریگا اوسے اللہ جنت اور ایک روایت مین ہی تمکن کریگا اوسے حق تعالی جنت مین	عن الحسین بن علی رضی اللہ عنہما قال من دمعت عیناہ فینا دمعۃ او قطرت عیناہ فینا قطرۃ اٰتاہ اللہ وفی روایۃ بواہ اللہ عز وجل الجنۃ

جو حضرات مظلوم کربلا کے مصائب پر گریہ وزاری کو ممنوع بلکہ عیاذا باللہ حرام بتلاتے ہین وہ ذرا آنکھین کھولکر اپنے امام صاحب کی اس روایت کو ملاحظہ کرین اور ایسے خیالات فاسدہ سے توبہ کرین اما مطاعن یہ بھی جناب مخاطب ہی کے یہانکے کتب معتبرہ اور ثقات کا تعلیم کیا ہوا سبق ہے پھر اگر علماے شیعہ بھی ہی باتین یا مثل اونکی جو آپ کے کتب معتبرہ مین مسطور اور آپکے مذہب کے ثقہ لوگونکی زبان زد ہین اپنے عوام کو تعلیم کرتے ہین تو اون پر کیون ناحق غصہ کیا جاتا ہے۔

قولہ کافی کے کتاب الروضہ مین یزید بن معاویہ سے روایت ہے **قولنا** جناب مخاطب نے صرف الفاظ حدیث ہی کی تحریف پر اکتفا نہین فرمائی بلکہ راوی حدیث کا نام بھی بدل دیا برید (بضم باء موحدہ وفتح راء مہملہ) بن معاویہ کو یزید (بفتح یاء تحتانی) بن معاویہ تحریر فرمایا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ علم رجال مین اپنی لیاقت و واقفیت ظاہر کرنیکے

[۱] اس روایت کو ملا امام احمد بن محمود شافعی نے بھی صراط سوی مین نقل فرمایا ہے ۱۲ منہ ـ دیکھو انتصار الشیعہ نمبر ۱ صفحہ ۲۲ ـ

سلئے حاشیہ پر یہ تحریر فرمایا ہی کہ "یہ یزید بن معاویہ قاتل حسینؑ نہین بلکہ حضرت عباس علمدار شہید کربلا کا پوتا ہی"، لکن افسوس کہ اونکے اظہار لیاقت نے برعکس نتیجہ دکھایا - کیا ناظرین کو یہ سنکر تعجب نہوگا کہ یزید بن معاویہ اس نام کا نہ کوئی شخص اصحاب امام محمد باقر علیہ السلام سے ہے نہ کوئی یزید حضرت عباس کا پوتا ہے صرف کتب اہل تشیع ہی نہین بلکہ کتب حضرات اہلسنت مثل عمدۃ الطالب (کہ جس مین خاصکر اولاد حضرت ابوطالب کے حالات ہین) وغیرہ مین بھی ہمنے احتیاطاً دیکھا لکن حضرت عباس علمدار کی اولاد مین معاویہ ہے نہ اونکے پوتو نمین کوئی یزید بلکہ اونکی سلسلہ اولاد بھر مین ان دونو اسمو نسے ایک کے ساتھ بھی کوئی مسمی نہین پایا جاتا افسوس کہ جناب مخاطب اپنی اظہار لیاقت مین مطلق تامل وتدبر سے کام نہ لیا اور صرف شیعو نکے ایک راوی کے نام کی تحقیق مین ایسی فاحش غلاط کیے کہ جنہین دیکھکر اونکے احباب خاص بھی انگشت بدندان ہون گے

شرم !!! شرم !!! شرم !!!

تنبیہ واضح ہو کہ حضرات اہلسنت باوصفیکہ محبت اہلبیت صلوۃ اللہ علیہم کا بظاہر بہت کچھ ادعا کرتے ہین لکن اونکے دعوے کی حقیقت اسی سے دریافت ہو سکتی ہی کہ جو احادیث کتب اہل تشیع مین اہلبیتؑ کی محبت کے فضائل کے بیانمین مروی ہین اونپر اعلے درجہ کی تشنیعات و استہزا فرماتے ہین اور اونہین مخالف شریعت و وضعی قرار دیتے ہین - دیکھئے خاتم المحدثین اہلسنت مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ کے باب المکاید مین حدیث لا یعذب اللہ بالنار من والی علیا (نہین عذاب کریگا اللہ آتش جہنم سے اوس پر جسنے دوست رکھا علی کو) اور مثل اسکے جو احادیث کتب اہل تشیع مین مسطور ہین اونپر کیا کچھ طبع آزمائی فرمائی ہے حتی کہ ان احادیث کو موجب ارتکاب معاصی و محرمات و فواحش و ترک عبادات بلکہ پناہ بخدا باعث برہمی احکام شریعت و ترغیب بزندقہ قرار دیا ہی چنانچہ

باب المکائد مین یون رطب اللسان ہوے ہین ۔

"کید چہاردہم ۔ آنکہ عوام را فریب دادہ اند بروایۃ احادیثی کہ دلالۃ دارند برکفایۃ محبت جناب امیرالمومنین وذریۃ ایشان در نجات از عذاب آخرت بی آنکہ بجا آوردن طاعات واجتناب از معاصی را دخلے باشد من ذلک ماروی المعروف عندہم بالصدوق اعنی بابویہ عن ابن عباس وغیرہ انہ علیہ السلام قال لا یعذب اللہ بالنار من والی علیا ؟ وچون نفوس عوام وارباب شہوات مشغوف است باطلاق واباحۃ وداد تعیش وترفہ دادن وارتکاب معاصی ومحرمات نمودن واز عبادات دل دزدیدن وتکاسل واہمال ورزیدن کردن این بشارۃ عاجلہ در ذہن ایشان کمال رسوخ میکند وباین مذہب میگرایند" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۸۲)

نیز اسی باب مین فرماتے ہین ۔

"کید سی وہشتم آنکہ حدیث موضوعہ را نسبت کنند بجناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود شیعہ علی را سوال نخواہد بود از ہیچ گناہ صغیرہ وکبیرہ بلکہ سیئات ایشان مبدل بحسنات شوند وآنکہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت باری تعالے روایت فرمودہ کہ لا اعذب احدا والی علیا وان عصانی واین مفتریات راہ بسیار از شہوت پرستان اباحت دوست زدہ است وبدست آویز این موضوعات داد بیحیائی وارتکاب فواحش میدہند واصلاح ایشان بر نمیدارند اینقدر نمی فہمند کہ ہرگاہ بوسیلہ محبت ایشان ہیچ گناہ ضرر نکند وسیئات مبدل بحسنات شوند ذوات عالیات ایشان چرا تکلیف طاعت بالستی کشید"

اور آخر مین اس کید کے فرماتے ہین ۔

"بالجملہ مقصود ایشان ازین مفتریات برہم زدن احکام شریعت وترغیب مردم

با باحت و زندقہ است " (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۲)

لکن یہ پر ظاہر ہے کہ ایک بہت بڑی دلیل ہمارے مذہب کی حقیت کی یہ بھی ہے کہ ہمارے مخالفین ہماری جس حدیث یا عقیدہ پر معترض ہوتے ہیں خود اونہین کے کتب معتبرہ سے اوسکے خلاف اور ہماری موید شہادتین حاصل ہو جاتی ہین جس سے بخوبی یہ دریافت ہو جاتا ہے کہ یہ مذہب ایسا حق و صواب ہی کہ جو لوگ اوسکے منکر و مخالف ہین انہین بھی مجبورا اپنے عقیدہ کے خلاف گواہی دینا پڑی ہے یہ اور بات ہے کہ ہٹ دھرمی و نا انصافی یا کسی غرض سے اپنی اوسی رائے پر قائم رہین کہ جسکی غلطی انہین کے اقوال سے ظاہر ہوتی ہی دور کیون جایئے احادیث حب ہی کو ملاحظہ کر لیجئے کہ جن پر شاہ صاحب کیسے تشنیع فرما رہے ہین لکن انہین کے مشاہیر علمانے اس باب مین جو روایات نقل فرمائے ہین وہ بالکل اہل تشیع کے اون احادیث کے ہم معنی ہین جن پر طعن و تشنیع کی گئی ہے ہم بالاختصار ختام مسک سمجھکر یہان پر بعض احادیث نقل کرتے ہین -

تمام و خطیب و ابن عساکر نے کہ جو اعاظم علمای اہلسنت سے ہین ابن عباس سے روایت کی ہی

کہا ابن عباس نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ محبت علی کھالیتی ہے گناہونکو جسطرح کہ کھالیتی ہے آگ لکڑی کو -	قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب علی یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب ۔

دیلمی جو کہ اکابر علمای اہلسنت سے ہین معاذ سے روایت کرتے ہین -

فرمایا رسول خدا نے کہ محبت علی بن ابیطالب ایسی نیکی ہی کہ اوسکے ساتھ کوی گناہ ضرر نہین کرتا اور اونکی دشمنی ایسا گناہ ہی جسکے ساتھ کوئی ثواب نافع نہین ہوتا -	قال حب علی بن ابیطالب حسنۃ لا یضر معہا سیئۃ و بغضہ سیئۃ لا ینفع معہا حسنۃ

اور علامہ خطیب نے ابن عباس سے روایت کی ہی -

ابن عباس سے مروی ہی کہ کہا مینے رسالتماب سے کہ کیا	عن ابن عباس رض قلت للنبی م

آتش کیلئے کوئی جواز ہو (یعنی کیا کوئی ایسی چیز ہی جسکے باعث پل صراط پر سے گذر ہو جائے) فرمایا ہان منجر رضی کی وہ کیا ہی فرمایا محبت علی ابن ابیطالب کی | للنار جواز قال نعم قلت وما هو قال حب علی بن ابیطالب

اور صحیح مسلم کتاب الایمان و صحیح ترمذی و نسائی مین زر بن حبیش سے مروی ہی۔

کہا زر بن حبیش نے کہ فرمایا علی نے قسم ہی اوس خدا کی جسنے شگافتہ کیا دانہ کو اور پرورش کیا انسانکو ضرور مجھ سے فرمایا ہو نبی امی نے کہ نہ دوست رکھے گا مجھ مگر مومن اور نہ دشمن رکھے گا مجھے مگر منافق۔ | قال قال علی رض والذی فلق الحبة و برء النسمة انه لعهد النبی الامی الی ان لا یحبنی الا مومن و لا یبغضنی الا منافق

اور سید علی ہمدانی نے مودۃ القربےٰ کے مودت ثانیہ مین محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہی۔

محمد بن حنفیہ نے اپنے پدر بزرگوار علی علیہ السلام سے روایت کی ہی فرمایا علیؑ نے کہ ایک دن مین سو رہا تھا کہ دفعتہً رسولخدا تشریف لائے اور مجھے دیکھا اور مجھے اپنے قدم مبارک سے حرکت دی اور فرمایا مجھسے اٹھو فدا کرین ہم تمپر اپنے باپ و مان کو پس تحقیق کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ بشارت دیجئے امین (علیؑ) کے کہ ضرور ضرور بخشدیا اللہ تعالےٰ نے انہین اور اونکی ذریت کو اور اونکے شیعونکو اور دوستدارونکو اور ضرور جس شخص نے طعن کی اونپر اور غضب کرے حق اونکا آتش دوزخ مین ہو گا۔ | عن محمد الحنفیة عن ابیه علی علیه السلام قال انی لنائم یوما اذا دخل رسول اللہ صلعم فنظر الی و حرکنی برجله و قال لی قم نفدی بك ابی و امی فان جبرئیل اتانی فقال لی بشر هذا بان اللہ تعالی لغفر له و لذریته و لشیعته و لمحبه و ان من طعن علیه و یحبس حقه فی النار

یہ احادیث تو ایسے تھی جنمین خاصکر امیرالمومنین علیہ السلام کی محبت کے فضائل بیان ہوے ہین اور جنہین ہم نے اس مناسبت سے پہلے نقل کیا کہ شاہ صاحب نے خاصکر انہین

۱؎ اس حدیث کو منجر پشتر کی احادیث کے ہمنے کتاب مفتاح النجا سے نقل کیا ہے ۱۲

جناب کی محبت کے باب مین جو احادیث کتب اہل تشیع مین منقول ہین بہ استہزا و اعتراض فرمایا ہے
ہم کہ اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ یہ روایات جو اکابر اہلسنت نے نقل فرمائے ہین اہل تشیع کے
اون احادیث کے کسقدر ہم معنے ہین جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اب بعض احادیث تمام طور پر اہلبیت
علیہم السلام کی فضیلت محبت کے ملاحظہ فرمائیے مودۃ القربےٰ کی مودۃ ثانیہ مین ابن عباس سے مروی ہے

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ مین سب لوگون سے پہلا شفاعت کنندہ ہونگا
پہر میری ذریت پہر ہمارے دوستدار داخل ہونگے
جنت مین بغیر حساب کے نہین سوال کئے جاوینگے انکے گناہ سے
بعد معرفت و محبت کے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلعم انا اول الناس
شافع ثم ذریتی ثم محبونا یدخلون
الجنۃ بغیر حساب لا یسألون من
ذنبہم بعد المعرفۃ والمحبۃ

نیز اسی مودۃ مین ابن مسعود سے مروی ہے۔

کہا ابن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ محبت آل محمد کی ایک دن بہتر ہے ایک
سال کی عبادت سے اور جو کوئی مریگا اوس محبت پر
داخل ہوگا جنت مین۔

وعن ابن مسعود رض قال قال
رسول اللہ م حب آل محمد
یوما خیر من عبادۃ سنۃ ومن
مات علیہ دخل الجنۃ

امام احمد و ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت م نے فرمایا کہ جو شخص مجھ اور حسنین اور علی و
فاطمہ کو دوست رکہے وہ بروز قیامت میرے ساتھ بہشت مین ہوگا چنانچہ محمد سالم بخاری
رسالہ اصول ایمانین فرماتے ہین۔

"در حدیث آمدہ کہ ہر کہ دوست دارد مرا و دوست دارد حسن و حسین و پدر و مادر
این ہر دو را ہمراہ من باشد در بہشت در روز قیامت رواہ احمد والترمذی
عن علی علیہ السلام فطوبی للمحبین یعنی پس خوشی برای دوستداران باد
میت نہی سعادت آنکس کہ یافت بہرور ÷ بدین بشارت عظمی ز حب آل نبی" (اصول ایمان منہ)

اور ابو عبد اللہ نے کہ جو مقتدای دین حضرات اہلسنت ہیں روایت کی ہو کہ فرمایا رسالتمآب نے
کہ محبت آل محمد کی باعث نجات ہے آتش دوزخ سے اور باعث گذر ہے صراط پر سے اور
باعث امان ہے عذاب سے چنانچہ مولوی محمد سالم صاحب فرماتے ہیں ۔

"و ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حکیم الترمذی کہ از مقتدا ردین است روایت کردہ
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حب آل محمد براءۃ من النار و
حب آل محمد جواز علی الصراط و الولایۃ لآل محمد امان من العذاب
یعنے دوستی آل محمد برارت از آتش و دوستی آل محمد گذشتن بر صراط است
و دوستی آل محمد امان است از عذاب" (اصول ایمان صفحہ ۱۰)

اور لطف یہ ہے کہ خود شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی اس روایت کو بتغیر یسیر اسے
باب المکائد میں نقل کیا ہے چنانچہ کید نود و ہکم میں فرماتے ہیں ۔

"و حکیم ترمذی در نوادر الاصول فی اخبار الرسول از مقداد بن اسود روایت
دارد کہ فرمود معرفۃ آل محمد براءۃ من النار و حب آل محمد جواز
علی الصراط و الولایۃ لآل محمد امان من العذاب" (تحفہ صفحہ ۱۷۰)

ابو اسحٰق ثعلبی نے عبد اللہ بجلی سے روایت کی ہے جسکا ماحصل یہ ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو محبت
آل محمد پر مریگا شہید و مغفور مریگا اور اوسکی قبر میں دو دروازے جنت کے کھولدیے جائینگے
اور حق تعالےٰ ملائکہ رحمت کو اوسکی قبر کا زوار کریگا اور جو آل رسول کی عداوت پر مریگا
بروز قیامت اسطرح آئیگا کہ اوسکی پیشانی پر لکھا ہوگا "ناامید رحمت خدا سے" اور
بہشت کی بو بھی نہ سونگھے گا چنانچہ رسالہ اصول ایمان میں مسطور ہے ۔

"و ابو اسحٰق ثعلبی روایت کردہ از عبد اللہ البجلی کہ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم
الا من مات علی حب آل محمد مات شہیدا الا من مات علی حب آل محمد مات مغفورا الا من
مات علی حب آل محمد فتح فی قبرہ بابان من الجنۃ الا من مات علی حب

آل محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ الا من مات علی بغض
آل محمد جاء یوم القیمۃ مکتوب بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ الا من مات
علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دوستی
آل محمد بمیرد شہید آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دوستی آل محمد بخشش کردہ شوم اورا
آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دوستی آل محمد گشادہ شود در قبر وی دو دروازہ از بہشت
آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دوستی آل محمد گرداند خدا تعالیٰ زیارت کنندہ قبر وی فرشتگان رحمت را
آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دشمنی آل محمد بیاید روز قیامت و نوشتہ شود میان
ہر دو چشم وی کہ اینکس نا امید است از رحمت خدا و آگاہ باش کسیکہ بمیرد بر دشمنی
آل محمد نیابد بوے بہشت" (اصول بیان صفحہ ۱۱)

آخر میں ہم جناب مخاطب سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپنے اون علماء اہلسنت کے لئے کہ جو
نصیحۃ الشیعہ میں مضامین طبع کرائیں یہ شرط لکھی ہو کہ اگر تحفہ سے کچھ مطالب لکھے جائیں
تو اوسکے اجوبہ پر بھی نظر ہو اور اونسے بھی بحث ہو لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ خود اس شرط کی
پابندی نہیں فرماتے حدیث حب پر جو کچھ آپنے اعتراض فرمائے ہیں یہ ظاہر ہے کہ اسکی بادی
آپ نہیں ہیں بلکہ یہ وہی ترانہ ہے جسے آپ کے خاتم المحدثین چھیڑ گئے ہیں اور آپ نے
اونہیں کی افادات کی دجو ابھی مذکور ہوے ہیں) خوشہ چینی کی ہو پس ضرور تھا کہ آپ
اس بحث کے اون اجوبہ پر نظر کرتے جو شیعون نے تحفہ کے لکھے ہیں اور اونسے بھی
بحث کرتے ایک امر کا اور دن کو حکم دینا اور خود اوس پر عمل نکرنا خود را فضیحت و دیگر انرا
نصیحت نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔ اور جبکہ یہ ظاہر ہو کہ اس کتاب میں ہی مضامین لکھے جاتے ہیں جو
جو پیشتر سے علماء اہلسنت کی جانب سے بدرجہا زیادہ زور و شور سے لکھے گئے اور اوسکے
جواب بھی ہو چکے ہیں اور فی الحال تمین برس اسکا امر شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ رکھنا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیونکر درست
ہوگا اور کن لوگونکو اون مضامین کے دیکھنے سے دلچسپی حاصل ہوگی جو پیشتر کے کتب فریقین میں نصیحۃ الشیعہ سے بہت زیادہ تفصیل کے

